PDF Compressor Free Version

ذوالفقار علی طاہر

0303-2060465

مولانا ولی رازی اپنے کالم کے آئینہ میں!

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ (ﷺ) وبعد!

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بتاریخ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۴ء کے روزنامہ امت کراچی کے ادارتی صفحات پر اخبار کے سینئر کالم نگار مولانا ولی رازی کا کالم بعنوان "مسلکی رواداری-ایک واقعہ" اشاعت پذیر ہوا، جس میں وہ اہل حدیث کی حوصلہ افزائی فرماتے گئے اور ساتھ ساتھ تنقید بھی کرتے گئے، ان کے کالم سے پیغام مل رہا ہے کہ مسلکی رواداری اختیار کرنا صرف اہل حدیث کی ذمہ داری ہے، دوسرے فرقے اس سے بری ہیں بلکہ خود مولانا صاحب نے بھی اپنے اسی کالم میں مسلکی رواداری کا پاس نہیں رکھا اور اہل حدیث پر ایسا طنز کرتے چلے گئے جو حقیقتاً و واقعتاً ان کیلئے نازیبا تھا۔

ہم ذیل میں مولانا ولی رازی صاحب کے اس کالم کا تجزیہ کرتے ہیں:

مولانا صاحب نے ایک موضوع روایت سے اپنے کالم کا آغاز کیا ہے، فرماتے ہیں: "حدیث میں ہے کہ "اختلاف امتی رحمۃ: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ یہ روایت موضوع ہے، موضوعات پر لکھی جانے والی تمام کتب مثلاً: ملا علی قاری اور امام سخاوی کی کتب میں یہ روایت موجود ہے، مزید اس روایت کے متعلق محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت صحیح نہیں بلکہ بے بنیاد اور باطل ہے، علامہ سبکی اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ: میں اس کی سند پر مطلع نہیں ہو سکا اس کی سند صحیح تو کجا ضعیف یا موضوع بھی دستیاب نہ ہو سکی۔ (صفۃ الصلاۃ: ۵۹)

اور آگے ایک غیر معروف کتاب "حکایات وواقعات" کے حوالہ سے مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا احمد علی لاہوری کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ مولانا سید داؤد غزنوی نے مولانا احمد علی لاہوری کو اطلاع کروائی کہ وہ ان کی خدمت میں تشریف لائیں گے، یہ اطلاع پا کر مولانا احمد علی کو بہت خوشی ہوئی انہوں نے اپنے مریدوں اور شاگردوں کو حکم فرمایا کہ مولانا سید داؤد غزنوی صاحب اور ان کے ساتھی جس نماز میں ہمارے ساتھ شامل ہوں تو آپ سب لوگ اس نماز میں رفع الیدین کریں اور آمین بالجہر کریں کیونکہ وہ اہل حدیث ہیں اور ہمارے مہمان ہیں، ان کے مسلک کا احترام کرنا چاہئے اور مہمانوں کو اجنبیت کا احساس نہیں ہونا چاہئے، دوسری طرف مولانا سید داؤد غزنوی نے اپنے ساتھیوں اور معتقدین کو حکم دیا کہ شیرانوالہ میں میرے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے آپ نہ رفع الیدین (ہاتھ اٹھانا) کریں اور نہ آمین بالجہر کریں، کیونکہ ہمارے میزبان مولانا احمد علی حنفی ہیں، ان کے مسلک کا احترام کیا جائے۔ جب یہ دونوں حضرات ایک ساتھ نماز میں شریک ہوئے تو ایک عجیب منظر سامنے آیا، حنفی مسلک کے لوگ رفع الیدین کر رہے ہیں اور آمین جہر کے ساتھ کہہ رہے ہیں اور اہل حدیث مہمان اپنے میزبان کے احترام میں نہ رفع الیدین کر رہے ہیں اور نہ آمین بلند آواز سے کہہ رہے ہیں۔ (حکایات وواقعات، ص: ۱۳۱۰ از اکابر کا مقام وتواضع)

اولاً: اس واقعہ کی سند پیش نہیں کی گئی کہ اس کا ناقل کون ہے؟ آیا اس کی ملاقات مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا احمد علی لاہوری سے ہوئی ہے یا نہیں؟ اور وہ مذکورہ واقعہ کا عینی گواہ ہے یا کسی نے اسے بیان کیا ہے؟ اور جس نے بیان کیا ہے اس کا کیا تعارف ہے؟

PDF Compressor Free Version

ثانیاً: مولانا اسحق بھٹی ﷾ جو مولانا داؤد غزنوی ؒ کے خادم خاص تھے اور ۱۵ سال ۸ دن وہ مولانا سید داؤد غزنوی ؒ کے ساتھ رہے (نقوش عظمت رفتہ، ص: ۱۷) انہوں نے اپنی تصنیف نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۱۱ تا ۱۲۲ پورے ۱۱۱ صفحات پر مشتمل سید داؤد غزنوی ؒ کی تفصیلی سوانح حیات تحریر فرمائی ہے اور مذکورہ مدت میں پیش آنے والے تمام واقعات کو بیان فرمادیا ہے مگر وہ سوانح حیات اس واقعہ سے خالی ہے بلکہ مولانا اسحق بھٹی ﷾ نے اپنی اسی محولہ بالا کتاب میں مولانا احمد علی لاہوری پر بھی ایک طویل مضمون لکھا ہے مگر اس میں بھی یہ واقعہ مذکور نہیں ہے، لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ اس قدر اہم واقعہ مولانا اسحق بھٹی ﷾ سے تو اوجھل رہا اور ایک مجہول ناقل اس واقعہ سے آگاہ ہوگیا۔

ثالثاً: اگر بالفرض والمحال ایسا ہوا بھی تھا تو اسے مولانا سید داؤد غزنوی ؒ کے سہو پر محمول کیا جائے گا، دلیل نہیں بنایا جائے گا، کہ امتی سے سہو کا سرزد ہونا ممکن ہے۔

مولانا ولی رازی صاحب آگے رقم طراز ہیں کہ: ”امام شافعی ؒ جب امام اعظم ؒ کے مزار پر حاضر ہوئے تو وہاں انہوں نے حنفی فقہ کے مطابق نماز ادا کی“

یہ واقعہ بھی بے حوالہ اور من گھڑت ہے، محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ؒ نے اپنی فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام، ص: ۴۰۹ تا ۴۱۱ میں اس واقعہ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور آخر میں نتیجتاً فرمایا ہے کہ ”لہٰذا اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ امام شافعی کبھی امام ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت کیلئے گئے ہوں“

مولانا ولی رازی صاحب آگے فرماتے ہیں کہ: ”یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اہل حدیث حضرات بھی مطلق غیر مقلد نہیں ہے وہ بھی عملاً اپنے اسلاف کی کتابوں پر انحصار کرتے ہیں اور امام ابن تیمیہ کی تقلید کرتے ہیں“

مولانا صاحب نے یہاں بھی قارئین کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے ملا علی قاری حنفی، تقلید کی تعریف یوں کرتے ہیں: والتقلید قبول قول الغیر بلادلیل فکانه لقبوله جعله قلادة فی عنقه. (قصیدہ امالی بحوالہ حقیقۃ الفقہ، ص: ۳۰) یعنی غیر نبی کے قول کو بلا دلیل قبول کرنے کا نام تقلید ہے، جب مقلد نے بغیر دلیل کے اپنے امام کا قول تسلیم کرلیا تو گویا اس نے اپنے امام کے قول کو اپنے گلے کا ہار (پٹہ) بنالیا۔

اہل حدیث اپنے اسلاف کے قول کو اس طور پر ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ ان کی ایک ایک بات کو وحی کے ذریعہ پرکھتے ہیں، جو وحی کے مطابق ہوتی ہے اسے قبول کرتے ہیں اور جو وحی کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی اسے قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں، حنفی حضرات کی تقلید اس کے برعکس ہے، کہ ان کے امام کا قول اگر وحی کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا تو وحی کو قولِ امام کے موافق بنانے کی سعیٔ نامشکور کرتے ہیں، اس کیلئے انہیں خواہ فضول تاویلات ہی کیوں نہ کرنی پڑیں، شاہ ولی اللہ ؒ حجۃ اللہ البالغۃ (۱/۱۵۵، طبع منیریہ) میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام ؒ سے نقل کرتے ہیں:

ومن العجب العجیب ان الفقهاء المقلدین یقف احدهم علی ضعف مأخذ امامه بحیث لایجد لضعفه مدفعاً وهو مع ذلك یقلده فیه ویترك من شهد الکتاب والسنة والاقسیة الصحیح لمذهبهم جمودا علی تقلید امامه بل یتخیل لدفع ظاهر الکتاب والسنة ویتأولها بالتأویلات البعیدة الباطلة ضلالا عن مقلده.

یعنی یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ مقلدین فقہاء میں سے کسی کو اس کے امام کا قول دلائل کے اعتبار سے کمزور نظر آئے اور اس کے پاس اس کمزوری کو دور کرنے کا چارہ بھی نہ ہو پھر بھی اس کی تقلید پر جما رہتا ہے اور اس قول کو نہیں لیتا جس کی تائید قرآن وحدیث اور صحیح قیاس سے ہو رہی ہے بلکہ جس کی تقلید کرتا ہے اس کے دفاع میں قرآن وحدیث میں ردی اور فضول تاویلات کرتا رہتا ہے۔

PDF Compressor Free Version

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہوں خواہ دیگر ائمہ، اہل حدیث ان کی ایسی تنقید سے بری و بیزار۔ وللہ الحمد

اس کے بعد مولانا ولی رازی صاحب نے عنوان قائم کیا ہے: "راقم کے بعض مشاہدات" اور اس عنوان کے تحت بعض واقعات بیان فرمائے ہیں اور ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے ذاتیات پر اتر آئے ہیں، اور مسلکی رواداری، جو کہ ان کے کالم کا عنوان ہے، کی دھجیاں اُڑا دی ہیں، صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مسلکی رواداری ان کے قریب ہی نہیں بھٹکی، واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱) غالباً ۱۹۶۴ء کا واقعہ ہے، میں ریڈیو پاکستان میں پروگرام پروڈیوسر تھا اس وقت میرے ایک معاون (نام لئے بغیر) دینی پروگراموں کی ریکارڈنگ پر مامور تھے، وہ اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے، داڑھی بھی تھی اور قرآن کریم کی بہت سی وہ آیات ان کو ازبر تھیں، جن سے تقلید کے رد میں مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ لیکن بدگمان اور بدزبان تھے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں سخت نازیبا باتیں کیا کرتے تھے۔

(۲) بعض حضرات غیر ضروری بحث کے عادی ہوتے ہیں اور اپنے نقطہ نظر کو منوانے پر بضد ہوتے ہیں، ایسے ہی ایک صاحب جو ایک دینی مجلس میں شریک ہوتے تھے، وہ اکثر کچھ مفید اور موضوع کے مطابق سوال کرتے تھے اور کچھ غیر متعلق سوال کرتے تھے، میں کوشش کرتا تھا متعلقہ سوال پر نرمی سے علمی دلیل کے ساتھ جواب دوں، اول تو ان کا سوال پوری تقریر کے برابر ہوتا تھا، اس میں ان کے سوال کو چھانٹنا ہی مشکل ہوتا تھا اور جواب سن کر اکثر خاموش ہو جاتے یا پھر مباحثہ شروع کر دیتے تھے۔

قارئین! دونوں واقعات کے خط کشیدہ حصوں میں مولانا صاحب کی مسلکی رواداری ملاحظہ فرمائیں!

(۳) حکیم الامت حضرت تھانوی کی خدمت میں ایک صاحب، بیعت ہونے کیلئے تشریف لائے یا شاید خط لکھا، چونکہ آخرت کی فکر تھی، عرض کیا کہ میں سلفی ہوں اور آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں، ان کو حضرت نے جواب دیا کہ میں خدمت کرنے کیلئے تیار ہوں، لیکن اس راستے میں تو تقلید کے بغیر چارہ نہیں، آپ میری تقلید کریں گے؟ انہوں نے صاف جواب دیا کہ آپ یہ سوال مجھ سے نہ کریں (بیعت کرلیں) اس کے بعد حضرت نے حاضرین سے فرمایا کہ ان کو لاجواب ہونے کی ضرورت نہ تھی، مجھ سے مشورہ کرتے تو میں ان سے کہتا کہ یہ طریقہ علاج میں تقلید ہے، احکام شریعت میں تقلید نہیں ہے۔

مولانا صاحب! کیا ہی اچھا ہوتا کہ حکیم الامت، حاضرین کے سامنے بعد میں تبصرہ فرمانے کے بجائے تقلید کے اس فرق کی نشاندہی، اس سلفی کے سامنے پہلے ہی بیان فرما دیتے!!!

(۴) میں اپنے محلے کی جس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں، وہاں حنفی، شافعی اور اہل حدیث حضرات جماعت میں شریک ہوتے ہیں، ایک شخص اکثر صف اول میں میرے ساتھ ہو جاتے ہیں، ننگے سر ہوتے ہیں، آدھی آستین کی قمیض اور پینٹ میں ہوتے ہیں، امام صاحب کے ساتھ ساتھ سورۂ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھتے ہیں، آمین زور سے کہتے ہیں مگر انداز ایسا ہے جیسے ڈانٹ رہے ہوں، رفع الیدین بھی کرتے ہیں، کئی بار دل چاہا کہ ان کو خیر خواہی کے لہجے میں سر پر ٹوپی وغیرہ پہننے کی تلقین کروں، لیکن اکثر فرض کے بعد پیچھے چلے جاتے ہیں اور مجھ سے پہلے نکل جاتے ہیں۔

قارئین کرام! مذکورہ واقعات پڑھنے کے بعد اللہ لگتی کہیں کہ اپنے کالم میں ایسے واقعات تحریر کرنے والا کالم نگار مسلکی تعصب سے بری ہے اور مسلکی رواداری کا خواہاں ہے؟؟؟

مولانا صاحب! اہل حدیث کے ساتھ دل میں چھپے بغض، حسد اور کینہ کی وجہ سے شاید آپ نے فراموش کر دیا کہ آپ اپنے اس کالم کے ذریعہ مسلکی رواداری کو فروغ دینے چلے تھے، آپ تو طنز اور استہزاء پر اتر آئے، آپ کا یہ انداز چغلی کھا رہا ہے کہ آپ آوازاری پھیلا رہے ہیں نہ کہ رواداری!

تجھ کو "ولی" سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

PDF Compressor Free Version

باقی آپ نے اس اہل حدیث کے ننگے سر اور آدھی آستین کی قمیض کو طنزیہ طور پر بیان کیا ہے، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ: لایصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیہ شیء. (متفق علیہ) یعنی تم میں سے کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جب تک کندھے نہ ڈھانپ لے۔

اس حدیث سے نماز میں ڈھانپنے کے حوالے سے جس عضو کو ضروری قرار دیا گیا ہے وہ کندھے ہیں نہ کہ سر اور پورے بازو، کیا اس اہل حدیث کے کندھے بھی ننگے ہوتے ہیں؟؟

ننگے سر نماز پڑھنا اتنا ہی غلط ہے تو مولانا صاحب ان نمازوں کے متعلق کیا فرمائیں گے جو حالتِ احرام میں ادا کی جاتی ہیں؟؟؟

ایک مقلد کیلئے سب سے اہم حوالہ اس کی فقہ کا ہوتا ہے لہذا مولانا صاحب اپنی فقہ کی کتب فتاوی عالمگیری (۱/ ۱۰۶) فتاوی شامی (۱/ ۴۷۴) اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۴/ ۹۴) اٹھا کر دیکھ لیں وہاں یہ عبارت موجود ہے کہ: "عاجزی وخشوع کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا مردوں کیلئے جائز ہے۔"

اور وہ شخص اگر رفع الیدین کرتا ہے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور بلند آواز سے آمین کہتا ہے تو وہ احادیثِ رسول ﷺ پر عمل کر رہا ہے جو صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں موجود ہیں، تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔

باقی رہا اس شخص کے بلند آواز سے آمین کہنے کے انداز پر مولانا صاحب کا یہ تبصرہ کہ "جیسے وہ ڈانٹ رہا ہو" تو مولانا صاحب یہ ہے آپ کی مسلکی رواداری؟ اور کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کا آمین کہنے کا یہ انداز اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے یا وہ جان بوجھ کر اس طرح آمین کہتا ہے؟؟؟

قارئین کرام! مولانا ولی رازی صاحب اگر ذاتیات پر نہ اترتے تو ہم بھی ذاتیات کی بات نہ کرتے، جب انہوں نے اس بات کا لحاظ نہیں کیا تو چند مثالیں دینا شاید ہمارے لئے بھی ناجائز نہ ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مولانا ولی رازی صاحب نے پرویز مشرف کے، پاکستانی تاریخ کے سیاہ ترین دور میں وزارتِ مذہبی امور کی کرسی قبول کی اور مزارات کے معاملات کی خوب دیکھ بھال کی جس کا اعتراف خود انہوں نے روز نامہ امت میں شائع ہونے والے اپنے سلسلہ وار مضامین میں کیا ہے، مندرجہ بالا عہدے کی قباحتیں بالکل عیاں ہیں، بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور شاید مولانا صاحب کا مسلک، حنفیت و دیوبندیت بھی یہ عہدہ قبول کرنے کی اجازت نہ دیتا ہو لیکن آرزو ہ ناموری وتمناہ حصولِ کرسی، کا کیا کریں کہ یہ مسالک ومذاہب پس پشت رکھوا دیتی ہے!!!

(۲) میرے پاس کتاب "جھوٹ ومکر کے بیوپاری" ہے اور یہ اہل حدیث کے خلاف لکھی گئی کتاب "نفس کے پجاری" کا جواب ہے، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی شائع کردہ ہے، پانچ اہل حدیث علماء نے اس کتاب پر تقریظات لکھی ہیں کتاب ۱۹۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب سے ایک اقتباس بلا تبصرہ ملاحظہ ہو: "علامہ یوسف شمس فیض آبادی رحمہ اللہ جو ایک شیعہ گھرانے میں پیدا ہوئے، شیعہ علماء سے علم حاصل کیا، مگر شیعہ مذہب انہیں مطمئن نہ کر سکا تو انہوں نے اسے ترک کر کے بریلویت کو اپنا لیا مگر جلد ہی بریلویت سے بھی بیزار ہو گئے اور دیوبندی مسلک اختیار کر کے حکیم سید مشتاق علی دیوبندی سے اکتسابِ علم کیا، ان ہی ایام میں ایک دیوبندی گھرانے میں ان کی شادی انجام پائی، حصولِ علم کے بعد مزید تحقیقی سلسلہ جاری رکھا اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ سے استفادہ کرنا شروع کر دیا اور بعد ازاں مسلکِ حقہ مسلک اہل حدیث قبول کر کے تاحیات قرآن وسنت کی اشاعت اور تشریح میں لگے رہے، ایک بہترین شاعر بھی تھے، آپ کو شیخ القرآن فاتح قادیان علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے "حسان" کا لقب دیا، علامہ محمد یوسف شمس فیض آبادی رحمہ اللہ نے ایک تفسیر القرآن اردو نے معرا میں لکھی (یعنی پورے کتاب میں بغیر نقطوں والے حروف استعمال کئے) اور وہ اسے شایانِ شان طریقے سے شائع کرانا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی، اور علامہ محمد یوسف شمس ۱۳۵۲ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، علامہ فیض

PDF Compressor Free Version

آبادی کے انتقال کے بعد، چونکہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی اور رشتہ دار سب شیعہ تھے اس لئے ان کی بیوی کی طرف سے رشتہ دار مولانا مفتی محمد شفیع صاحب بانی دارالعلوم کورنگی، علامہ محمد یوسف شمس فیض آبادی رحمہ اللہ کی نادر و نایاب کتب سے بھرپور لائبریری لے گئے جس میں اور کتابوں کے ساتھ علامہ فیض آبادی رحمہ اللہ کی اپنی کتب اور غیر منقوط تفسیر بھی شامل تھی، مسلکی اختلافات کی وجہ سے مفتی محمد شفیع صاحب نے نہ صرف یہ کہ علامہ فیض آبادی کی کتب کو شایع نہیں کیا بلکہ اس غیر منقوط تفسیر سے مفتی صاحب کے صاحب زادے مولانا ولی رازی سابق وزیر مذہبی امور سندھ نے سیرت النبی ﷺ کے مضامین نکال کر اپنے نام سے "ہادی عالم" چھاپ دی اور نام و دام دونوں کمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(نوٹ یاد رہے کہ روزنامہ امت نے کچھ سال قبل "ہادی عالم" پوری کتاب قسط وار شایع کی تھی)

(۳) مولانا ولی رازی صاحب ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء میں روزنامہ امت کے صفحہ "دین کی دنیا" میں قارئین کے سوالات کے جوابات بھی دیتے رہے ہیں وہ سوالات و جوابات اخباری تراشوں کی صورت میں راقم کے پاس محفوظ ہیں چند ایک ملاحظہ ہوں:

روزنامہ امت ۱۷ جون ۲۰۰۵ء بروز جمعہ صفحہ دین کی دنیا

سوال: پاکستان میں بعض جگہ اور اکثر عرب ملکوں میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ نماز مغرب کی اذان کے بعد فرض سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: غالباً یہ حضرات یہ دو رکعات تحیۃ المسجد کی پڑھتے ہیں، مجھے اس کی تحقیق نہیں ہے البتہ فقہ حنفی میں ایسا کرنا ضروری نہیں اور نہ ہی ہم نے اپنے بزرگوں کو ایسا کرتے دیکھا ہے یا سنا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں احادیث موجود ہیں جن میں باقاعدہ ان دو رکعت کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ مولانا صاحب جو کہ مفتی بھی ہیں، کو ان احادیث کا علم نہیں ہے۔ اور وہ فقہ حنفی جو احادیث سے ثابت عمل کو غیر ضروری قرار دے، کی شرعی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟ اسی طرح احادیث کے مقابلہ میں بزرگوں کے عمل کا حوالہ دینا، کیا حیثیت رکھتا ہے؟؟؟

روزنامہ امت ۲ دسمبر ۲۰۰۵ء بمطابق ۲۹ شوال ۱۴۲۶ھ میں ہے:

سوال: مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق، کیا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: عورتوں اور مردوں کی نماز میں کافی فرق ہے مثلاً عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے ہاتھ ناف کے بجائے سینے پر باندھیں، تکبیر تحریمہ میں ہاتھ صرف کاندھوں تک اٹھائیں، سجدے میں مردوں کی طرح کولہے نہ اٹھائیں اور دونوں ٹانگوں کو سمیٹ کر سجدہ کریں۔

مولانا صاحب نے سو فیصد غلط بیانی سے کام لیا ہے، مولانا صاحب اور دنیائے حنفیت و دیوبندیت کو رہتی دنیا تک کھلا چیلنج ہے کہ مذکورہ بالا چار فرق پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت کر کے دکھائیں۔

روزنامہ امت ۷ جنوری ۲۰۰۵ء میں ہے:

سوال: اکثر مسجدوں میں جنازے کو محراب کے اندر رکھ کر امام صاحب نماز جنازہ پڑھا دیتے ہیں جبکہ اکثر علماء مسجد کے اندر جنازہ پڑھنے کو منع کرتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: فقہ حنفی کے مطابق سنت یہ ہے کہ نماز جنازہ امام اور سب مقتدی مسجد سے باہر ادا کریں، جنازہ مسجد میں ہو اور امام اور مقتدی بھی مسجد کے اندر ہوں، فقہ حنفی کے مطابق یہ مکروہ ہے۔

صحیح بخاری و دیگر کتب احادیث اٹھا کر دیکھ لی جائیں، احادیث موجود ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بنفس نفیس مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھائی

PDF Compressor Free Version

ہے، اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی ہے اور آج تک بیت اللہ اور مسجد نبوی میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے لیکن مفتی صاحب کہہ رہے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ فقہ حنفی کے مطابق مکروہ ہے، فقہ حنفی کے مطابق نماز جنازہ مسجد کے باہر ادا کی جائے۔ اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت عمل کو مکروہ قرار دینا، مفتی ومولانا صاحب کی بہت بڑی جرأت ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون.

آخر میں مولانا مفتی ولی رازی صاحب کی خدمت میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

ایک ساتھ تین طلاقیں خلاف شریعت ہیں!

قارئین! روزنامہ امت مورخہ ۲۲ جنوری ۲۰۱۵ء بروز جمعرات میں شایع شدہ خبر ملاحظہ ہو

اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا ہے کہ ایک ساتھ ۳ طلاقیں دینا خلاف سنت اور گناہ ہے، اکٹھی ۳ طلاقیں دینے والے یا اس کو تحریر کرنے والے کو سزا دینی چاہئے، طلاق ناگزیر ہو تو مناسب وقفوں کے دوران ۳ طلاقیں دینی چاہئیں۔

الحمدللہ اہل حدیث کا اول روز سے یہی موقف ہے، جو کہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: [وطلقوھن لعدتھن] بیویوں کو ان کی عدت میں طلاق دو۔ جبکہ مسلم میں پیارے پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے کہ: کان الطلاق علی عھد رسول اللہ ﷺ وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ. یعنی ایک ہی وقت میں دی گئی تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی دو سال تک ایک ہی شمار کی جاتی تھیں۔

جبکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی صرف تادیباً وتعزیراً تین طلاقیں، تین ہی شمار کی تھیں اور آخر میں اپنے اس فیصلے سے رجوع کرلیا تھا۔ (اغاثۃ اللھفان)

دوسری جانب اسلامی نظریاتی کونسل کے سالانہ جریدے "اجتہاد" میں شایع ہونے والے مضامین میں لکھا گیا ہے کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی کسی ایسے شخص کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں ہوتیں تو آپ رضی اللہ عنہ اس کی کمر پر درے مارتے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ بھی قرار دیا کہ تین طہر میں جدا جدا تین طلاقیں مل جانے کے بعد وہ عورت کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کرلے اور وہ مرد انتقال نہ کرجائے یا اسے طلاق نہ دیدے۔ اس کے بعد ہی وہ عورت دوبارہ سابق شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ (امت کراچی ۲۲ جنوری ۲۰۱۵ء ص:۶)

اس سے مروجہ حلالہ کی بھی نفی ہوجاتی ہے۔

حلالہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: لعن اللہ المحلل والمحلل لہ. (سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح، حدیث نمبر ۱۹۳۶) یعنی حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، اسی طرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس قبیح عمل کو زنا سے تعبیر فرماتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق: ۱۰۷۷۶) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اسے زنا سے تعبیر فرماتے وراس کی سزا بھی رجم قرار دیتے (جو کہ زنا کی شرعی حد ہے) (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۶۱۹۱ مصنف عبدالرزاق: ۱۰۷۷۷)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ بدیع التفاسیر

افادات

شیخ العرب والعجم

علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

قسط 164

مسئلہ: (۴) سب سے آخر میں کون سی آیت نازل ہوئی؟ اس کے متعلق کچھ اختلاف ہے، بخاری ومسلم میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ سب سے آخر میں سورۂ نساء کی آخری آیت نازل ہوئی یعنی: [يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ]

بخاری، نسائی، ابن مردویہ، ابن جریر اور فریابی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسند احمد، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی میں امیر عمر رضی اللہ عنہ سے، ابن جریر میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی حاتم میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، ابن جریر میں ابن جریج رحمہ اللہ سے، فضائل القرآن ابوعبید میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے اور ابن جریر میں سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایات موجود ہیں کہ قرض کے احکامات کے متعلق سورۂ بقرہ کے اٹھتویں رکوع کی آیات، نزول کے اعتبار سے آخری آیات ہیں۔

حافظ بن حجر کے بقول ان دونوں اقوال کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے، کلالہ کے متعلق سورۂ نساء والی اور قرض کے متعلق بقرہ والی، دو آیتیں ایک ہی وقت نازل ہوئی ہیں۔

مستدرک حاکم وغیرہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں، نازل ہونے والی آخری آیتیں ہیں، تفسیر ابو الشیخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے۔

مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورۂ اذا جاء آخر میں نازل ہوئی۔ ترمذی اور حاکم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورۂ مائدہ آخر میں نازل ہوئی۔ اور انہی دونوں کتابوں میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورۂ مائدہ اور سورۂ اذا جاء آخر میں نازل ہوئیں جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے کہ سورۂ توبہ آخر میں نازل ہوئی۔

امام بیہقی مندرجہ بالا اقوال کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہر کسی نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کیا ہے، یعنی جس کو جو آخری سورت پہنچی اس نے اسی کو نزول کے اعتبار سے آخری سمجھ لیا۔ قاضی ابوبکر کتاب الانتصار میں لکھتے ہیں کہ ان اقوال میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں ہے، ہر ایک نے اپنے فہم واجتہاد کے مطابق کہا ہے، ہوسکتا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے جو جو آیت آخر میں سنی اسی کو آخری سمجھ لیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جو آخری آیت ہے اس کے ساتھ دوسری آیات بھی رسول اللہ ﷺ سے سنیں اور آپ ﷺ نے ترتیب کے مطابق دوسری آیات بھی بتلائیں جبکہ راوی نے ترتیب کے اعتبار سے آیت کو، نزول کے اعتبار سے آخری سمجھ لیا۔

ابن جریر میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت آخر میں نازل ہوئی۔ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آخری آیت: [وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

PDF Compressor Free Version

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾](النساء:۹۳) نازل ہوئی۔

دونوں روایتوں کا مطلب ہے کہ دونوں کے احکام آخری اور محکم ہیں، ان کا ناسخ نازل نہیں ہوا۔

اسی طرح ابن مردویہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

[فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ](آل عمران:۱۹۵) آخر میں نازل ہوئی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے متعلق جو تین آیات نازل ہوئی ہیں ان میں سے آخری یہ آیت ہے۔ دوسری دو آیتیں یہ ہیں: [وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾](نساء:۳۲) [اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّاۗىِٕمِيْنَ وَالصّٰۗىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾](الاحزاب:)

اسی طرح ابن جریر میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری آیت یہ نازل ہوئی:

[فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾](توبہ:۱۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ توبہ، جس کے پہلے اور دوسرے رکوع میں آیت ہے، وہ سورت آخر میں نازل ہوئی۔

(الاتقان، ص:۲۷ تا ۲۹ ج ۱)

مسئلہ (۵) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رسالہ التبیان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں لفظ "نزول" تین طرح سے وارد ہے:

(۱) منہ کی قید کے ساتھ یعنی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ۔

(۲) من السماء کی قید کے ساتھ یعنی آسمان سے نازل شدہ۔

(۳) بغیر کسی قید کے یعنی صرف نازل ہونے کا تذکرہ۔

پہلی قسم صرف قرآن کریم کے بارے میں وارد ہے جیسے:

[وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ] (الانعام:۱۱۴) [نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ] (النحل:۱۰۲) [تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾] (الزمر:۱) [تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾] (حم السجدہ:۲)

تنزیل بمعنی منزل یعنی اتارا ہوا، اور مصدر بمعنی اسم مفعول اکثر استعمال ہوتا ہے، مقصد یہ کہ قرآن، اللہ تعالیٰ کے پاس سے اتارا ہوا ہے اور اس کا کلام وغیر مخلوق ہے جیسا کہ اسی باب کی آخری دو فصلوں میں بیان ہوگا۔

اور دوسری قسم: [وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً] (ق:۹) [ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾] (الواقعہ:۶۹) یعنی پانی وغیرہ آسمان سے اتارا ہوا ہے۔

تیسری قسم جیسے: [هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ] (الفتح:۴) [فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ] (الفتح:۱۸) اسی باب سے ہے، [اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ] (الشوریٰ:۱۷) اسی باب سے صحیحین میں حذیفہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ

ان الله انزل الامانة فی جذر قلوب الرجال فعلموا من القرآن وعلموا من السنة۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی امانت نازل کی ہے لہٰذا انہوں نے قرآن و حدیث سے علم حاصل کیا۔

نیز آیت: [وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ] (الحدید:۲۵) بھی اسی باب سے ہے۔

دوسری قسم سے یہ مراد سمجھنی چاہئے کہ آسمان سے اللہ کے حکم سے

PDF Compressor Free Version

پانی وغیرہ اشیاء نازل ہوئیں۔

اور تیسری قسم میں نزول بمعنی خلق ہوسکتا ہے، جیسے سورۃ الزمر کے پہلے رکوع میں ہے کہ: [وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ] (الزمر:۶) یہاں انزل بمعنی خلق ہے، جیسے سورۃ نحل کے پہلے رکوع میں فرمایا: [وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝] (نحل:۵)

اور منہ کا لفظ صرف قرآن کے بارے میں استعمال ہوا ہے، یہی اس کی شان ہے کہ اللہ کے پاس سے نازل ہوا ہے، اور عرب کی لغت میں نزول کا حقیقی معنیٰ "اوپر سے نیچے اترنا" ہے اور بلا وجہ کوئی اور مجازی معنی مراد لینا درست نہیں ہوگا، اور یہاں دوسرا کوئی اور معنی ہوتا تو ضرور احادیث میں یا سلف سے منقول ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے منہ کی قید لگا کر تمام اوہام دور کردیئے۔ تعالی اللہ علوا کبیرا۔ (مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام، ص:۲۴۶ تا ۲۵۷ ج۱)

مسئلہ (۶) شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

ولآيات التي لها سبب معين ان كانت امرا ونهيا فهي متناولة لذلك الشخص ولغيره ممن كان بمنزلته وان كانت خبرا بمدح او ذم فهي متناولة لذلك الشخص وغيره ممن كان بمنزلته (ايضا) ومعرفة سبب النزول يبين على فهم الآية فان العلم بالسبب يورث العلم بالمسبب ولهذا كان اصح قولي الفقهاء وانه اذا لم يعرف مانواه الحالف رجع ولي سبب يمينه وما هيجها وآثارها وقولهم نزلت في كذا يراد به تارة انه سبب النزول ويراد به تارة ان ذلك داخل في الآية وان لم يكن السبب كما تقول عنى بهذه الآية كذا وقد تنازع العلماء في قول الصاحب نزلت هذه الآية في كذا هل يجري مجرى المسند كما يذكر السبب الذي انزلت لاجله او يجري مجرى التفسير منه الذي ليس بمسند فالبخاري يدخله في المسند وغيره لايدخله في المسند واكثر المسانيد على هذا الاصطلاح كمسند احمد وغيره بخلاف ما اذكر سببا نزلت عقبه وانهم كلهم في كذا لايعني قول الآخر نزلت في كذا اذا كان اللفظ يتناولهما كما ذكرناه في التفسير بالمثال واذا ذكر احدهم لها سبب نزلت لاجله وذكر الآخر سببا فقد يمكن صدقهما بان تكون نزلت عقب تلك الاسباب او تكون نزلت مرتين مرة لهذا السبب ومرة لهذا السبب. (مجموعہ فتاوی لشیخ الاسلام، ص:۳۴۰،۳۳۹ ج۱۳)

یعنی کوئی آیت کسی سبب یا کسی خاص شخص کے متعلق نازل ہوتی ہے، اور اس میں امر ہوتا ہے یا نہی اس شخص کی مدح ہوتی ہے یا مذمت، لہذا اس آیت کو اس سبب یا اس شخص کے ساتھ خاص قرار نہیں دے دینا چاہئے بلکہ اس کا حکم عام اور ہر زمانہ و وقت کیلئے ہے اور عام ہونے کے بسبب ہر شخص اس میں داخل ہے، اور آیت کا کماحقہ مفہوم سمجھنا، سبب نزول کے صحیح طور پر سمجھنے پر موقوف ہے کیوں کہ سبب کا علم، مسبب (یعنی جس کا سبب ہو) کے سمجھنے کا موجب و مورث ہے، اور نزول کے متعلق سلف میں سے صحابہ یا تابعین سے جو اقوال منقول ہیں مثلاً ان کا کہنا کہ فلاں آیت فلاں کے متعلق نازل ہوئی ہے، کا مطلب کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ یہ آیت اسی حکم کے متعلق نازل ہوئی ہے اور یہی اس کا سبب نزول ہے، اور کبھی یہ مطلب نہیں ہوتا بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ حکم ان احکام میں سے ہے جو اس آیت میں داخل ہیں، یعنی یہ آیت اس حکم اور اس جیسے دیگر احکام کیلئے عام ہے۔

اور کسی صحابی کا کسی آیت کے شانِ نزول کو بیان کرنا اور یہ کہنا کہ یہ آیت فلاں حکم کے متعلق نازل ہوئی ہے، اسے مسند حدیث تسلیم کرنے یا تفسیر صحابی قرار دینے کے متعلق علماء کے دو قول ہیں، امام بخاری وغیرہ اسے مسند قرار دیتے ہیں اور اکثر مسانید جیسے مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں اس قسم کی روایات ذکر کی گئی ہیں۔ بعض علماء اسے مسند شمار نہیں کرتے جبکہ امام حاکم اسے مسند شمار کرتے ہیں اور معرفۃ علوم الحدیث، ص:۲۰ میں فرماتے ہیں کہ:

(بقیہ صفحہ:17)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

احکام ومسائل

مفتی حافظ محمد سلیم صاحب
مفتی جمعیت اہل حدیث سندھ

127. سوال

جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا نام محمد جمیل ہے، میرا سوال یہ ہے کہ میں نے ایک بائیک کیلئے کمیٹی ڈالی ہے، جو کہ قرعہ اندازی سے نکلتی ہے، اور جس مہینے کمیٹی نکلتی ہے اس مہینے سے کمیٹی کے روپے ختم ہوجاتے ہیں، تو سوال یہ ہے کہ یہ حرام ہے یا حلال؟؟؟ اور اگر حرام ہے تو کمیٹی کی اب تک کی کوسٹ تقریباً 21000 ہوگئی ہے اس کو روک دیا جائے یا میں چاہتا ہوں کہ جو میرے روپے لگے ہیں وہ مجھے واپس مل جائیں اگر کمیٹی نکلتی ہے تو اس کا اضافی رقم یا بائیک کی اصل رقم کا حساب لگا کر جو اضافی رقم بنے کسی غریب یا اچھے کام کیلئے دے دوں، یا اسی کمیٹی کے روپے کو ترک کردوں۔ یا وصول کروں۔ برائے مہربانی میرے اس سوال کا تسلی بخش جواب دیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

بینوا توجروا۔

جواب

الجواب بعون الوھاب

صورت مسئولہ برصحت سوال

سائل محمد جمیل، بائیک کی کمیٹی کے حوالے سے جو صورتِ حال تحریر کی ہے وہ شرعاً صحیح نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔ اب تک کمیٹی میں آپ نے جو رقم ادا کی ہے، یعنی 21000 روپے وہ آپ کی جائز رقم ہے، آپ کی ملکیت ہے اس کے شرعاً وقانوناً آپ حقدار ہیں، جبکہ یہ واضح رہے کہ یہ شرعاً جوا ہے اور عرفاً میسر ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ۭ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝] (بقرہ:۲۱۹) یعنی وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ ان سے کہئے کہ ان دونوں کاموں میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے نفع کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ نیز آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا کچھ خرچ کریں؟ ان سے کہئے کہ جو بھی ضرورت سے زائد ہو (وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کردو) اسی انداز سے اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم دنیا وآخرت دونوں کے بارے میں غور وفکر کرو۔

مذکورہ آیت میں شراب وجوا کی حرمت کو صاف دوٹوک الفاظ میں بیان کردیا گیا ہے۔

جوا کو عربی میں 'میسر' کہا جاتا ہے، یہ یسر سے ماخوذ ہے، اسے میسر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ آسانی سے بغیر زیادہ محنت کے مل جاتا ہے۔

اس سلسلے میں پہلا مشورہ تو یہی ہے کہ فتویٰ ان ساتھیوں کو دکھائیں ممکن ہے کہ وہ ساتھی بھی باز آجائیں، اور اس گناہ کے کام سے بچ جائیں، دوسرا رقم کی وصولیابی کا طریقہ یہ ہے کہ آپ آخر میں بائیک لیں اور یہ باتیں ذمہ داران کو ابھی سے بتادیں کہ میں آخر میں لوں گا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

رب کریم ہمیں جمیع معاملات میں قرآن وسنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

مولانا محمد آصف فاروق
امام وخطیب: رحمانیہ مسجد قمبر

انٹرویو

علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اُستاذ الاساتذہ، محدث العصر، فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ سے 29 اکتوبر 2014ء کو المعہد السلفی للتعلیم والتربیۃ کے دفتر میں انٹرویو لیا، نماز ظہر سے قبل، آپ حفظہ اللہ خاص انٹرویو دینے کیلئے تشریف لائے۔ جزاہ اللہ خیرا (آصف فاروق)

نام ونسب: عبداللہ ① بن عبدالرشید بن رحیم بخش بن قائم دین بن محمد بوٹا بن دسندی سنگھ

دسندی سنگھ سکھ تھے، ان کے بیٹے بوٹا نے اسلام قبول کیا اور اہل حدیث ہوئے، دسندی تک نسب نامہ معلوم ہے اور بوٹا رحمہ اللہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام محمد بوٹا رکھا۔

رحمانی میرے والد صاحب نے اپنا لقب اختیار کیا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور پنجاب میں جو رحمانی برادری موجود ہے اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، ہماری جو برادری ہے وہ وِڑک ہے یہ جاٹ قبیلی ہے۔

تاریخ ولادت: میں ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کو کراچی میں پیدا ہوا، میرا بچپن تقریبا کراچی میں گزرا ہے کچھ سال پنجاب کے مشہور شہر گجرانوالہ کے علاقے میں گزرے، اسکول کی چوتھی کلاس تک میں نے وہاں پڑھا پھر کراچی آکر پرائمری مکمل کی اس کے بعد سارا وقت کراچی میں ہی گزرا۔

تعلیم: کراچی کے اسکول سے پرائمری پاس کی، آگے دنیاوی تعلیم اس لئے جاری نہ رکھ سکا کیونکہ والد صاحب رحمہ اللہ دنیاوی تعلیم کے بارے میں بہت سختی برتا کرتے تھے وہ دینی تعلیم کے حق میں تھے۔

ایک چھوٹا سا واقعہ ذکر کرنا بڑا اہم ہوگا وہ یہ ہے کہ جب ہم پنجاب کے شہر گجرانوالہ میں تھے، گجرانوالہ میں بڑی شدید بارش ہوئی اور ہمارے گھر کے پیچھے ایک کھڈا تھا جو تقریبا ایک دو ایکڑ میں پھیلا ہوا تھا اور اس میں بارش کا پانی جمع ہوتا تھا اور کافی زیادہ تھا، میں بچوں کے ساتھ کھڑا دیکھ رہا تھا کہ اچانک میرا پاؤں پھسلا یا کسی بچے نے دھکا دیا، میں اس کھڈے میں گر گیا اور تقریبا ڈوب چکا تھا، اللہ تعالیٰ کے امر سے

① شیخ صاحب کے بیٹے حافظ بدیع الدین نے بتایا کہ: شیخ صاحب کے کُل ۹ بہن بھائی ہیں، ۶ بھائی ۳ بہنیں، بھائیوں کے نام جمیل الرحمن، منیر فراز، عبدالقدیر، رفیق احمد، محمد فیصل، سب سے بڑے جمیل الرحمن ہیں جن کی رہائش پنجاب کے مشہور شہر شیخوپورہ میں تھی، وفات پاگئے ہیں، دوسرے نمبر پر شیخ صاحب ہیں، تیسرے نمبر پر عبدالقدیر ہیں ان کی رہائش ملک سوسائٹی میں ہے، چوتھے نمبر پر رفیق احمد ہیں ان کی رہائش بھی ملک سوسائٹی کراچی میں ہے، پانچویں نمبر پر منیر فراز ہیں ان کی رہائش کویت میں ہے، چھٹے نمبر پر محمد فیصل ہیں ان کی رہائش گارڈن کراچی میں ہے۔
شیخ صاحب کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، بیٹوں کے نام: سفیان، سلمان، عثمان، بدیع الدین، سفیان نے سات پارے حفظ کیے، اور چودہ جماعتیں پڑھیں، سلمان نے مکمل قرآن مجید حفظ کیا اور عالم کا کورس تقریبا مکمل کیا سوائے ایک دو سالوں کے، عثمان نے ایک پارہ حفظ کیا اور پائلٹ ہے، بدیع الدین 1996ء میں پیدا ہوا، ۲۰۰۶ء کو المعہد السلفی والتربیہ میں مولانا قاری محمد صہیب صاحب سے قرآن مجید مکمل حفظ کیا اور اب درس نظامی کی چھٹی کلاس میں ہیں۔ (آصف فاروق)

PDF Compressor Free Version

وسیلہ تھا کہ اس علاقے کے بزرگ اپنا گھوڑا نہلانے کیلئے وہاں آئے، انہوں نے پانی میں ڈبکیاں کی سی دیکھیں، بلبلے دیکھے اور پانی کی لہر نے تھوڑا سا اوپر اچھالا تو اس بزرگ نے پانی میں ایک دم چھلانگ لگادی پانی سے مجھے باہر نکالا اور ان دنوں والد صاحب گھرانوالہ میں ہی تھے، میری اس وقت کیفیت آخری سانسوں والی تھی تو والد صاحب مرحوم نے اس وقت دعا کی کہ "اے اللہ اگر اسے زندگی عطا فرمائے تو میں اسے دین کیلئے وقف کردوں گا" اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کی دعا کو شرف قبولیت بخشا، میرے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا پانی نکل گیا۔ الحمدللہ۔ اور سانسیں اپنی جگہ بحال ہوگئیں تو والد صاحب نے یہ بات اپنے ذہن میں رکھی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے اپنا ذہن بنایا ہوا تھا کہ پرائمری سے زیادہ عصری تعلیم نہیں دلوانی، مدرسے کا رخ کرنا ہے، جوں ہی میرا اچھا نتیجہ نکلا تو اسکول سے مجھے گھر لے کر نہیں گئے بلکہ سیدھا، مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار لے گئے (ویسے پرائیویٹ طور پر میں نے انٹر کیا ہے) والد صاحب مجھے دارالحدیث رحمانیہ لے گئے لیکن اساتذہ نے داخلہ دینے سے انکار کردیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ بقول مولانا عبدالحنان بہاری صاحب کے جو اس وقت رحمانیہ کے شیخ الحدیث اور ناظم التعلیم تھے کہ "عمر چھوٹی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کاروباری لوگوں کو وقتی طور پر جذبہ ہوتا ہے اور بچوں کو داخل کرا جاتے ہیں، پھر دو چار مہینے نہیں گزرتے بچے غائب ہوجاتے ہیں" یہ مولانا عبدالحنان صاحب رحمہ اللہ کا تجربہ تھا، لیکن والد صاحب مرحوم نے بڑی سختی اور دوٹوک الفاظ میں کہا: اگر آپ نے اسے داخل نہیں کیا تو میں اسے گھر لے کر نہیں جاؤں گا یہ پھر اللہ کے سپرد ہے، والد صاحب مرحوم کے اس جذبہ کے باوجود مولانا عبدالحنان صاحب رحمہ اللہ نے آزمانے اور دیکھنے کیلئے کہ میں بھاگتا ہوں یا پڑھتا ہوں یہ بات طے کی کہ مجھے آخری کلاس کے طالب علم شیخ ہارون رشید صاحب کے سپرد کریا، شیخ ہارون رشید رحمہ اللہ ابھی چند ماہ قبل فوت ہوئے ہیں۔ (اللھم اغفرلہ وارحمہ وقہ من عذاب القبر وعذاب النار) شیخ ہارون رشید رحمہ اللہ اس وقت آٹھویں کلاس کے طالب علم تھے، شیخ صاحب رحمہ اللہ کو جب وقت ملتا مجھے پڑھاتے، اس طرح میرا پہلا سال متمم کی حیثیت سے گزرا، پھر اگلے سال بحمدللہ درجہ اولیٰ میں میرا داخلہ ہوگیا اور بحمدللہ آٹھ سال دارالحدیث رحمانیہ میں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد دو سال تک میں نے وہاں تدریس کی، پھر "جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ" یعنی ریاض یونیورسٹی میں داخلہ ہوگیا، بحمدللہ سعودی عرب کی اس عظیم درسگاہ میں چار سال پڑھا، یہ میری دینی تعلیم کا عرصہ ہے، یعنی آٹھ سال جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کے اور چار سال جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے۔

جن علماء سے استفادہ کیا

اساتذہ کا جب ذکر چلتا ہے تو سرفہرست ہمارے استاذ جنہیں "جامع المعقول والمنقول" کا لقب دیا گیا تھا وہ ہیں استاذ الاساتذہ محدث العصر مولانا حاکم علی محدث دھلوی رحمہ اللہ یہ بڑے زبردست مدرس تھے اور بڑا قوی بلا کا ان کا حافظہ تھا اور تفہیم میں لاجواب تھے ان جیسی تفہیم ہم نے کسی استاذ میں نہیں دیکھی مشکل سے مشکل مباحث کو چند جملوں میں ذہن میں اتار دیا کرتے تھے ① ان سے ہم نے صحیح بخاری، جامع ترمذی، منطق، علم کلام اور نحو وغیرہ پڑھی، ان سے خاص کر کے مجھے ایک ملازمہ حاصل تھا، دوپہر کا کھانا رحمانیہ میں کھایا کرتے اور آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرنا میری ڈیوٹی تھی، کھانے کے دوران جو کلام ہوتا اس سے مجھے بہت فائدہ ہوتا، اس کے علاوہ آپ مجھے دعائیں بہت دیتے تھے، ایک دن آپ رحمہ اللہ نے مجھے دعا دی کہ "اللہ تعالیٰ ناصر کو العالم بنائے" یعنی عالم کے ساتھ الف لام لگا کر، آپ کی خدمت کا مجھے جذبہ تھا۔

اسی طرح میرے اساتذہ میں سے مولانا عبدالعزیز فیصل آبادی، مولانا کریم الدین سلفی اور مولانا عبدالجبار جہلم والے بھی تھے رحمہم اللہ مولانا عبدالجبار صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ زیادہ وقت گزرا یہ موتی مسجد کے خطیب تھے اور مولانا عبداللہ مسعود بلتستانی بھی میرے استاد تھے، ان سب سے بڑھ کر اہل حدیث جماعت کے عظیم عالم دین مولانا عبدالرشید لداخی رحمہ اللہ

① یہی چیز آپ رحمہ اللہ میں بھی ہے جو ہم نے دیکھی بھی ہے اور سنی بھی ہے۔ (آصف فاروق)

PDF Compressor Free Version

ہیں، یہ علماء سلف کے ایک نمونہ تھے اور ہندوستان کی تاریخ اہل حدیث انہیں از بر تھی، ان سے میں نے بڑا استفادہ کیا اور مولانا یوسف یعقوب صاحب ﷾ بھی میرے اساتذہ میں سے ہیں، یہ اس وقت ساتویں کلاس میں تھے اور میں تیسری میں ان سے بڑا گہرا تعلق تھا انہوں نے مجھے چھوٹا بھائی بنایا ہوا تھا، میرے پاکستانی اساتذہ میں سے صرف یہی استاذ حیات ہیں اور اسلام آباد میں دین کی خدمت میں مشغول ہیں، ان سے میں نے بہت پڑھا اور خاص طور پر عصر کی نماز کے بعد مجھے پڑھاتے رہے اور فراغت کے بعد وہاں رحمانیہ میں ہی مدرس ہو کر آئے اور جب تک پڑھاتے رہے ان سے بڑا استفادہ کیا، خاص طور پر نحو وصرف میں انہوں نے سنن نسائی کے کچھ ابتدائی اوراق ترکیب سے پڑھائے تھے وہ میرے لئے ایک علمی اثاثہ تھے پھر ان کا اللہ کے فضل سے "جامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ" میں داخلہ ہو گیا اور وہ وہاں چلے گئے یوں ان سے رفاقت ختم ہوئی لیکن اب بھی الحمدللہ اسلام آباد میں ان کے پاس جانا ہوتا ہے تو ان سے ملاقات ہوتی ہے۔

باقی سعودی عرب کی مشہور یونیورسٹی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں میرے چار سال گزرے ہیں، اس میں کافی اساتذہ تھے بالخصوص محدث العصر علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ؒ اور بہت بڑے فقیہ محدث العصر علامہ محمد بن صالح العثیمین ؒ ان کے دروس کا بڑا چرچہ تھا تو ان کے دروس سے کافی استفادہ کیا الحمدللہ، اور شیخ عثیمین کی بعض کلاسوں میں بھی حاضری کا موقعہ ملا اور یوں ان سے شرف تلمذ حاصل ہے ان کے علاوہ شیخ عبدالرؤف اور ملا قادر اردن کے یہ ہمارے حدیث کے استاذ تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے اساتذہ تھے، جامعۃ الامام میں جو سب سے زیادہ فائدہ ہوا وہ عقیدے کا ہوا توحید وہاں جا کر سمجھ آئی، ہمارے ایک سعودی شیخ تھے ان سے ہم نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا "الرسالۃ التدمریۃ" پڑھا اس میں اسماء وصفات کی بحث تھی اور اسماء وصفات میں فرقہ جہمیہ، فرقہ معتزلہ، فرقہ اشاعرہ، اور فرقہ ماتریدیہ کا مناقشہ تھا اور یہ نصاب بڑا قوی نصاب تھا جو ہم نے بحمدللہ پڑھا، توحید حقیقت میں ہم نے وہاں سے سیکھی اس سے قبل ان معانی میں ہم کو توحید حاصل نہیں تھی، بالخصوص اسماء وصفات کی توحید منکشف ہوئی، توحید کے علم میں سعودی اساتذہ بھرے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ جو تھا وہ ہم نے تقریباً پاکستان میں ہی پڑھا ہوا تھا اور پاکستان کا جو سلسلہ نصاب ہے وہ بہت ہی قوی ہے جو شخص یہ پڑھ لے اور اس کا حق ادا کر دے وہ دنیا کی کسی بھی جامعہ میں چلا جائے بحمدللہ کوئی کمی محسوس نہیں کرے گا اور اس کو کوئی خاص خاطر خواہ اضافہ بھی نہیں ہوگا۔

جن علماء سے اجازت روایت حاصل کی

(۱) شیخ العرب والعجم محدث دیار سندھ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی ؒ سے اجازہ لیا۔

(۲) مولانا محمد حیات لاشاری ① ان کا بڑا عجیب اجازہ ہے، آپ شیخ معمر تھے 135 سال کی عمر میں سندھ کے مشہور شہر حیدرآباد کے مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث اہل حدیث میں ان کا انتقال ہوا انہوں نے شیخ الکل فی الکل سرخیل اہل حدیث میاں نذیر حسین محدث دہلوی ؒ کا زمانہ پایا ② اس دور میں آپ حنفی تھے، شیخ الکل نے

① ان کی حالات زندگی پے "دعوت اہل حدیث کا خصوصی شمارہ نمبر جمادی الاول ۱۴۲۷ھ جون ۲۰۰۶ء شائع ہوا ہے، ان کی پیدائش سندھ کے مشہور شہر کندھ کوٹ کے گاؤں واحد بخش بجارانی میں ۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۷۱ء میں ہوئی اور وفات بروز پیر ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۱ اپریل ۲۰۰۶ء کو ہوئی نماز جنازہ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ نے ہی پڑھائی، ۶۰ سال کی عمر میں آپ اہل حدیث ہوئے شیخ العرب والعجم علامہ بدیع الدین شاہ راشدی ؒ کے مناظرے کی وجہ سے، آپ کا صرف ایک ہی بیٹا ہے۔ (آصف فاروق)

② میاں نذیر حسین محدث دہلوی ؒ کی پیدائش ۱۲۲۰ھ بمطابق ۱۸۰۵ء میں ہوئی، ۱۲۴۸ھ کو شادی کی اور بروز پیر بعد نماز مغرب ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو وفات پائی، شیخ الکل ثانی مولانا محمد حیات لاشاری ؒ نے ان کی زندگی کے ۷۲ سال پائے تھے، جیسا کہ وہ اپنی سند میں لکھتے ہیں کہ: قد ادرکت سبعا وعشرین عاما من حیاتہ۔ (آصف فاروق)

PDF Compressor Free Version

اجازہ عامہ دیا تھا، "اجازۃ لمجیح اہل عصرہ" اپنے زمانے کے تمام علماء کو اجازہ عامہ دیا تھا یہ اجازہ ان کو بھی شامل ہے۔ ①

(۳) پنجاب کے عظیم محدث مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے اجازہ لیا۔

(۴) مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری رحمہ اللہ نیپال کے عظیم اہل حدیث عالم تھے ان سے اجازہ لیا۔

(۵) مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ سے اجازہ لیا۔

(۶) محدث العصر قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ سے اجازہ لیا۔

(۷) سعودی عرب کے شیخ عبداللہ سے اجازہ لیا جو بڑا مفید ہے۔

(۸) قرأۃ وسماعا محدث العصر شیخ الحدیث مولانا حاکم علی محدث دھلوی رحمہ اللہ کا اجازہ ہے، یہ شاگرد ہیں محدث العصر شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ کے، وہ شاگرد ہیں محدث العصر شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی ② کے، وہ شاگرد ہیں شیخ الکل رحمہ اللہ کے، یوں شیخ الکل تک ان کی سند دو واسطوں سے پہنچتی ہے، مولانا حاکم علی محدث دہلوی ③ نے مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ سے بلوغ المرام اور کچھ مشکوۃ پڑھی تھی۔

(۹) شیخ عطیہ رحمہ اللہ سے بھی میں نے اجازہ لیا ہے اور بڑی کوشش، محنت اور خدمت کر کے لیا یہ شاید بہت کم علماء کے پاس ہو۔

(جاری ہے)

❍❍❍❍❍❍❍❍❍❍❍

بقیہ	بدیع التفاسیر	

فان الصحابي الذي شهد الوحي والتنزيل فاخبر عن آية من القرآن انها نزلت في كذا و كذا فانه حديث مسند.

یعنی: صحابہ کرام کا تعلق نزولِ وحی کے زمانہ سے تھا لہذا ان کا یہ خبر دینا کہ فلاں آیت کا فلاں سبب نزول ہے، مسند حدیث کا حکم رکھتا ہے۔

مندرجہ بالا اصولی باتیں معلوم کر لینے کے بعد سمجھنا چاہئے کہ اگر شانِ نزول کے متعلق روایات مختلف ملیں تو انہیں آپس میں مختلف یا منافی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ آیت ان تمام احکامات کو شامل ہے، ایک راوی نے ایک حکم بیان کیا ہے تو دوسرے نے دوسرا اور دونوں صادق ہیں۔ اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ یہ آیت مکرر یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ، احکامات کی تفہیم کیلئے نازل ہوئی ہے۔

(جاری ہے)

❍❍❍❍❍❍❍❍❍❍❍

① اس کی وضاحت مولانا حیات لاشاری رحمہ اللہ اپنے انٹرویو میں ان الفاظ سے فرماتے ہیں کہ: سیالکوٹ میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ سے سنن ابی داؤد پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اور اسی زمانے مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کی وساطت سے شیخ سید نذیر حسین دھلوی رحمہ اللہ کی طرف سے علمائے عصر کیلئے اجازت عامہ کا علم ہوا اور یہی وجہ ہے کہ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب "تاریخ اہل حدیث" میں شیخ سید نذیر حسین دھلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں احقر کا نام بھی لکھا ہے۔ انتھی

② مولانا احمد اللہ بن مولانا امیر اللہ، مبارکپوری ضلع پرتاب گڑھ میں پیدا ہوئے، محدث العصر علامہ شمس الحق عظیم آبادی، محدث العصر محمد بشیر شہسوانی، محدث العصر شیخ الکل میاں نذیر حسین دھلوی، محدث العصر علامہ حسین بن محسن الانصاری رحمہم اللہ سے علم حاصل کیا، جامعہ رحمانیہ دہلی کے شیخ الحدیث نے (۱) القول المتین فی التأمین (۲) التأمل فی الرد علی رسالۃ التوسل بسید الرسل (۳) تحفۃ تبت من اھل سنت (۴) برھان المھداۃ عن مسئلۃ الرکوۃ (۵) القول المختصر فی زکوۃ العشر، آپ کی تصانیف میں رحمانیہ قائم ہوا تو شیخ الحدیث بنے فوت ہونے تک اس منصب پر فائز رہے اس سے قبل ۲۰ سال مدرسہ حاجی علی جان دہلی میں تدریس فرمائی، ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں وفات پائی۔

③ شیخ القرآن والحدیث، شیخ الحدیث جامعہ الستاریہ الاسلامیہ محمود الحسن رحمہ اللہ اپنے انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ "آپ بخاری شریف بند کر کے پڑھاتے تھے" یعنی آپ کو بخاری زبانی یاد تھی۔

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

شیخ محمد صادق خلیل مری، امام وخطیب: مسجد بیت الحق

قسط:۴

محدث دیار سندھ شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کے

پر لطف لطائف اور علمی نکات

الحمد للہ بندہ احقر ایک عظیم علمی شخصیت محدث دیار سندھ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے "پر لطف لطائف اور علمی نکات" تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، دراصل اس سعادت والے کام کیلئے محدث العصر علامہ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا حکم تھا، بندہ احقر جب مع اپنے رفقاء کے 2006ء میں محدث العصر علامہ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی خدمت میں استفادہ اور شرف تلمذ کے حصول کیلئے حاضر ہوا تھا، ایک روز شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ صبح ناشتہ کے دوران محدث دیار سندھ شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا تذکرہ خیر ہو رہا تھا تو شیخ صاحب رحمہ اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی بہت تعریف کر رہے تھے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے فقیہ تھے، بندہ احقر نے اس موقعہ پر شاہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک لطیفہ سنایا شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز بیان بےنظیر تفسیر بدیع التفاسیر ص ۱۹۵ میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب الدر المختار (۱/ ۱۱۴) مع الشامی کے حوالہ سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے: ولا یزاد علی الشبر والا فالشیطان یرکب علیہ. اور ایک بالشت سے زیادہ لمبی مسواک نہ ہو ورنہ شیطان اس پر سوار ہوگا۔ شاہ صاحب نے اس کے آگے لکھا ہے پھر تو مسواک نہ ہوئی ہیلی کاپٹر ہوا شاید کوفہ کی سیر کیلئے جاتا ہوگا۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ مسکرائے اور بندہ احقر کو حکم دیا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اس طرح کے لطائف تحریر کریں۔

بندہ احقر نے شیخ صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لطائف مع علمی نکات تحریر میں لانا شروع کیے، زیادہ تر کیسٹوں سے اخذ کیے ہیں اور پھر حوالہ جات کی بھی حتی الامکان کوشش کی ہے حق تو ادا نہیں ہو سکا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ بہر حال بندہ احقر کی یہ حقیری سی کوشش صرف علماء حق علمائے اہل حدیث سے محبت کا مظہر ہے اور وہ بھی الحب فی اللہ کے تحت ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور طلبہ علم اور اہل ذوق کو استفادہ کی توفیق بخشے اور محدث دیار سندھ شاہ صاحب رحمہ اللہ کیلئے صدقہ جاریہ اور درجات کی بلندی کا باعث بنائے۔ آمین

أحب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا.

گنج العرش (یہ) آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ فارسی اور عربی،

مضاف اور مضاف الیہ (بیت اللہ کا تاریخی خطاب)

محدث دیار سندھ شیخ العرب والعجم علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ مکہ مکرمہ میں تاریخ خطاب بعنوان "وسیلہ" کے دوران فرمایا: تعویذ بنانے والو! (ہندوستانیو اور پاکستانیو) "گنج العرش" (یہ نام سنا ہوگا آپ لوگوں نے) دروغ گو را حافظہ نباشد (جھوٹے میں یادداشت نہیں ہوتی) اور بے وقوف جب نام بناتے ہو تو عبارت تو صحیح بناؤ (یہ)

PDF Compressor Free Version

کج العرش (کج) مضاف اور (العرش) مضاف الیہ۔ کج کو مضاف کیا ہے، العرش کی طرف (جبکہ) کج فارسی ہے، فارسی اور عربی مضاف ومضاف لیہ کیسے ہوسکتے ہیں (پس) اللہ نے اس کو ظاہر کرنا تھا اور اس کا جھوٹ پکڑنا تھا وہ پکڑا گیا (یہ) 'کج العرش' آدھا تیتر آدھا بٹیر (کہتے ہیں) جس کے پاس یہ (تعویذ) ہوگا، اور جو اس کو پڑھے گا اس کو آگ نہیں جلائے گی، نہ ہی وہ پانی میں ڈوبے گا، نہ ہی اس پر گولی چلے گی، نہ اس کو شیر اور درندہ، سانپ اور بچھو کاٹے گا، اور نہ حکمران اور نہ بادشاہ اس پر ناراض ہوگا، سب اللہ کے مطیع (فرمانبردار) بن جائیں گے، یہ اس قوم کی چیزیں بتلاتے ہیں، تم نے یہ دین کہاں سے لایا؟ اللہ نے قرآن میں نہیں بتلایا اور جتنے انبیاء (علیہم السلام) تشریف لائے انہوں نے (بھی) نہیں بتلایا، تم نے کہاں سے لایا؟ (کہتے ہیں) کہ آگ نہیں جلائے گی، سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جارہا تھا، (انہوں نے) کس کو پکارا؟ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے پاس "دعا کج العرش" تھی؟ (ان کے پاس) کیا تھا؟ کس کا تعویذ تھا؟ کس قبر کی مٹی تھی؟ کس درخت کا پتہ (چھلکا) تھا؟ کس کو پکارا صرف ایک اللہ ہی کو یا کسی دوسرے کو؟ اور پھر اللہ کے سامنے کس کا وسیلہ اور واسطہ پیش کیا؟ صرف ایک اللہ سے مدد مانگی، صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تو فرمایا: [حسبی اللہ ونعم الوکیل] (صحیح بخاری: ۴۵۶۴ کتاب التفسیر)

ملاحظہ: معلوم ہونا چاہئے کہ اس مبارک کلمہ میں توحید وتوکل کا بھرپور اظہار ہے، اس لئے یہ ایک بہترین کلمہ ہے جس سے مصائب کے وقت عزم وحوصلہ میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور اس کی برکت سے ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے اور نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول ﷺ کو خود تلقین فرمائی ہے جیسا کہ آیت: [فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ] (التوبہ: ۱۲۹)

سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی میں کس کا تعویذ بندھا ہوا تھا؟

محدث دیار سندھ رحمہ اللہ نے مذکورہ خطاب میں ایک واقعہ بیان فرمایا: پنجاب میں کچھ لوگ کشتی میں سوار ہوئے تھے، کشتی بان (ملاح) نے کہا کہ بادشاہ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمہ اللہ) کا نام لیکر چڑھ جاؤ (جیسا کہ عوام الناس میں یہ شرکیہ نسخہ مشہور ہے کہ لے گیا رھویں والے داناں، تے ڈوبی ہوئی تر پینے لگی) سب لوگ سوار ہوگئے، ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا اور کہا تم نے نام لیا ہے پیر (صاحب) کا خدانخواستہ کشتی ڈوب گئی تو پیر صاحب بیس سال کے بعد نکالیں گے اور مجھے کل پیشی پر جانا ہے، لہذا میں سوار نہیں ہوتا۔ بیس سال تک میرا تو کونڈا ہوجائیگا۔

بتلاؤ: سیدنا نوح علیہ السلام نے (کشتی میں) کیا پڑھا تھا اور کس کا تعویذ باندھ رکھا تھا موجوں کے درمیان (ہمارے ہاں کہا جاتا ہے) 'بھاء الحق بیڑا دھک' "معین الدین اجمیری کشتی پار کر میری" بتاؤ: یہ کشتی (نوح علیہ السلام کی) کا واقعہ قرآن نے بیان کیا ہے، اس کشتی میں کس کا تعویذ تھا؟ اس کشتی میں کس کا نام لیا، کس کو پکارا؟ ایک اللہ کو۔۔۔ اور دیکھنے والو دین کو بگاڑنے والو (سنو) قرآن کہتا ہے: [وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ] (ھود: ۴۱) فرمایا اللہ کا نام لیکر سوار ہوجاؤ وہی اس کو چلائے گا اور وہی اس کو منزل مقصود پر پہنچائے گا وہی بخشنے والا (رحم کرنے والا) ہے۔

"وسیلہ" کفر، الحاد اور دھریت کی بنیاد اور تمام برائیوں کی جڑ ہے

محدث دیار سندھ رحمہ اللہ نے اسی تاریخی خطاب میں فرمایا: سیدنا زکریا علیہ السلام کو اولاد کی ضرورت تھی، وہ اللہ کے نبی ہیں، جوانی ختم ہوکر رہ گئی، اور جو اولاد جننے کی عمر تھی وہ بھی گزر چکی تھی اور ان کی بیوی کی بھی جوانی اور عمر گزر چکی تھی، (لیکن) بچہ نہیں ہوا، وہ کس کے دروازے پر گئے تھے، ہمارا حال یہ ہے [وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا] (بنی اسرائیل: ۱۱) ہم اتنے جلد باز ہیں اگر چند دنوں میں ہمارا کام نہ ہو تو چلو فلاں درگاہ پر چلو، فلاں کے وسیلہ سے دعا مانگیں، 'مناجات مقبول' پڑھ کر دیکھیں، فلاں کا واسطہ، فلاں کا واسطہ، نہ کوئی نبی چھوڑا ہے، نہ کوئی ولی چھوڑا ہے، نہ کوئی پیر چھوڑا ہے، اور نہ کوئی فرشتہ چھوڑا ہے ان لوگوں نے (وسیلہ کے ذریعے) اللہ کا گھیراؤ کیا ہے۔ (نعوذ باللہ) گھیرا کرنے والو [وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا] (النساء: ۱۲۶) تم اس کے گھیرے میں ہو۔

PDF Compressor Free Version

(سیدنا زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے تک اولاد نہیں ہوئی تھی) کیوں؟ (وہ) گنہگار تھے؟ اس لئے (بچہ) نہیں دیا تھا۔ اگر تمہارا یہی خیال ہے کہ ہم گنہگار ہیں، اللہ ہماری نہیں سنتا، تو کافروں کے ہاں بچے کیوں ہوتے ہیں، تم ان سے بھی کم ہو، آپ کو معلوم ہے کتیا کتنے بچے دیتی ہے، کبھی ۶ اور کبھی ۸ اور ۹ تک بچے دیتی ہے، وہ کس درگاہ پر جاتی ہے، اور کس کا وسیلہ لیتی ہے، اور تم کتے (جیسی حقیر مخلوق) سے بھی کمزور ہو اور اس سے بھی بیکار ہو۔

تم اللہ کی شان نہیں جانتے۔ [وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ] (الزمر: ۶۷) ظالموں تمہیں اللہ کی شان کی قدر نہیں۔ او ظالمو! ظالمو! ظالمو! تمہیں اللہ کی قدر نہیں، (قارئین یہاں علامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خوب جوش اور گرج دار آواز میں یہ کلمات ادا فرمائے تھے جو کہ آپ رحمہ اللہ کی توحید کی غیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے، اللہ تعالیٰ انہیں توحید کی غیرت کی بدولت جنت الفردوس کا مہمان بنائے۔ آمین) دنیا میں جتنی برائیاں ہیں ان سب کی جڑ وسیلہ کا مسئلہ ہے، اور کفر، الحاد اور دھریت کی بنیاد یہی ہے، یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے مشرکین مکہ کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف تھا، وہ ایک اللہ کے مخالف نہیں تھے، وہ وسیلہ کے قائل (اور فاعل) تھے۔

اصحابِ کہف اور کتے کا وسیلہ بھی لیا جاتا ہے

علامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس تاریخی خطاب میں فرمایا: بہشتی زیور میں اصحاب کہف اور ان کے کتے کا وسیلہ بھی پیش کیا گیا ہے، یعنی اصحاب کہف کے کتے کا بھی اللہ پر اثر پڑتا ہے، اس کا وسیلہ بھی لیا ہے (العیاذ باللہ) میں اس لئے تمہیں بتلا رہا ہوں کہ انبیاء (علیہم السلام) کا دین کہاں ہے اور تمہارا طریقہ کہاں ہے۔ تم نے (تو) دین کو بدل دیا ہے۔

اسی طرح علامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بدیع التفاسیر (۱/۳۳۶) میں لکھا ہے کہ: انسان تو دور کی بات ہے انہوں نے کتوں کو ولی بنایا ہوا ہے، اور کتوں کی کرامت تحریر کی ہوئیں ہیں حاجی امداد اللہ کی ملفوظات شمائم امدادیہ، ص: ۶۷ پر ہے: "فرمایا حضرت جنید بغدادی بیٹھے تھے ایک کتا سامنے سے گزرا، آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی اس قدر صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا سب کتوں نے حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا" اور (ص: ۹۴) پر ہے کہ "اور شہر کے کتے اس کے گرد مانند طالب حق کے بغرض استفادہ جمع ہو گئے"

(العیاذ باللہ)

ملاحظہ: محترم قارئین! دورانِ تدریس تفسیر جلالین کی اردو شرح تفسیر کمالین (شارح مولانا محمد نعیم دیوبندی استاد تفسیر دار العلوم دیوبند) بندۂ احقر کی نظر سے گزری تھی اس تفسیر کے (۴/۲۳) پر سورۂ کہف کی آیت: ۱۸ [وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ] کے ذیل میں لکھا ہے کہ (یہ الفاظ) لکھ کر اگر کوئی اپنے پاس رکھے تو کتوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس سے اصحاب کہف کے کتے کے تعویذ اور وسیلہ کا مطلب صاف ظاہر ہے۔ اور مزید یہ بھی لکھا ہوا ہے: اصحاب کہف کے نام لکھ کر تعویذ کے طریقہ پر استعمال کئے جائیں تو مطلب اور فرار کیلئے مفید ہیں اور آگ بجھانے کیلئے کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور رونے والے بچے کے تکیہ کے نیچے لکھ کر رکھ دیئے جائیں اور کھیتی باڑی میں برکت کیلئے ایک کاغذ پر لکھ کر کھیت کے بیچ میں ایک لکڑی پر ٹانگ دیا جائے، اس طرح خوشحالی یا عزت یا بادشاہ کے سامنے جانے کیلئے داہنی ران پر اور ولادت کی سہولت کیلئے بائیں ران پر باندھنا چاہئے مال کی حفاظت یا دریائی سفر میں سلامتی اور قتال سے بچاؤ کیلئے بھی تعویذ استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

معزز قارئین! لوگ انہی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور اپنے مکانوں اور دکانوں میں اصحاب کہف اور ان کے کتے کے نام کے تعویذ بنا کر چسپاں کرتے ہیں بندۂ احقر نمونہ کے طور پر ایک جھلک آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ کورنگی ۲ میں اسٹاپ پر ایک کمپوزنگ اور فوٹو اسٹیٹ کی دکان پر آج بھی اصحاب کہف اور ان کے کتے کا تعویذ (بطور برکت) لگا ہوا ہے۔ (العیاذ باللہ)

بندۂ احقر خود اس کا چشم دید گواہ ہے۔

(جاری ہے)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

محترم محمد رمضان یوسف سلفی ﷾ فیصل آباد

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درخشاں پہلو!

اپنی ایک تحریر "سیرت النبی ﷺ کے درخشاں پہلو" ارسال خدمت ہے، یہ میری پہلی تحریر ہے جو میں نے مئی ۱۹۹۰ء میں ایک تحریری مقابلے کیلئے لکھی تھی اور اس پر مجھے انعام میں کتابیں اور اعزازی سند سے نوازا گیا، کسی نو وارد لکھاری کا پہلی تحریر پر پوزیشن اور انعام حاصل کرنا بہت بڑا اعزاز ہے، اس تحریر کی فوٹو کاپی میرے پاس محفوظ تھی اسلوب بھی جوں کا توں ہے، پسند آئے تو شائع فرمادیں شکر گزار رہوں گا۔ (رمضان یوسف سلفی)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

البتہ تحقیق رسولِ کریم کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

مذکورہ فرمان ربانی، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سید المرسلین ،رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے جو تمام نوعِ انسان کیلئے ایک مکمل لائحہ عمل اور ضابط حیات ہے، آپ ﷺ ہی وہ فرد کامل ہیں جن میں اللہ رب العزت نے وہ تمام اوصاف جاگزیں کئے ہیں جو انسانی زندگی کیلئے مکمل لائحہ عمل بن سکتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ اپنی قوم میں اپنے رخت کردار، فاضلانہ وشیریں اخلاق اور کریمانہ عادات کے سبب سے ممتاز تھے، مزید یہ کہ نبی علیہ السلام سب سے زیادہ خوش اخلاق، سب سے زیادہ معزز ہمسائے، سب سے بڑھ کر دور اندیش، سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ نرم پہلو، سب سے زیادہ پاک نفس، سب سے زیادہ خیر اندیش، سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ نیک، سب سے بڑھ کر پابندِ عہد اور سب سے بڑے امانتدار تھے، حتی کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کا لقب ہی امین رکھ دیا تھا اور ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ السلام کی صداقت ودیانتداری کو دیکھ کر یہ آپ سے شادی کی تھی۔

اس مختصر سے مضمون میں نبی علیہ السلام کی سیرت طیبہ کا احاطہ بہت مشکل ہے چنانچہ ایک پہلو ہی پیش کرتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا یعنی آپ کی مکمل زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو بچپن ہی سے بری محفلوں اور مناہی منکرات کے کاموں سے بچائے رکھا، نبی علیہ السلام اپنے بچپن کے ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اہل جاہلیت جو کام کرتے تھے مجھے دو دفعہ کے علاوہ کبھی ان کا خیال نہیں گزرا۔ لیکن ان دونوں میں سے بھی ہر بار اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کام کے درمیان رکاوٹ ڈال دی، اس کے بعد مجھے کبھی ان کا خیال نہیں گزرا، یہانتک کہ اللہ نے مجھے پیغمبری سے مشرف فرمایا۔ ہوا یہ کہ جو لڑکا میرے ساتھ بالائی مکہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا ایک رات اس سے میں نے کہا کیوں نہ تم میری بکریاں دیکھو اور میں مکہ جا کر جوانوں کی طرح وہاں کی شبانہ قصہ گوئی کی محفل میں شرکت کرلوں، اس نے کہا ٹھیک ہے اس کے بعد میں نکلا! ابھی مکہ کے پہلے ہی گھر کے پاس پہنچا تھا کہ باجے کی آواز سنائی پڑی، میں نے پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا فلاں کی فلاں سے شادی ہے، میں سننے بیٹھ گیا اور اللہ نے میرے کان بند کردیئے اور میں سوگیا، پھر سورج کی تمازت سے میری آنکھ کھلی اور میں اپنے ساتھی کے پاس آیا، اس کے پوچھنے پر میں نے ساری تفصیلات بتائیں، اس کے بعد ایک رات پھر میں نے یہی بات کہی اور مکہ پہنچا تو پھر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، اور اس کے بعد کبھی غلط ارادہ نہ ہوا۔ (الرحیق المختوم، ص: ۱۱۴، ۱۱۵)

نبی علیہ السلام کی نبوت سے پہلے کی اجمالی سیرت کا ایک پہلو دیکھئے اور

PDF Compressor Free Version

اندازہ کیجئے کہ آپ کی پاکیزہ سیرت کیسی تھی لہذا نبی علیہ السلام کی عمر شریف جب چالیس برس کی ہو چلی اور اس دوران آپ ﷺ کی اب تک کے تاملات نے قوم سے آپ ﷺ کا ذہن اور فکری فاصلہ بہت وسیع کر دیا تھا.....تو آپ ﷺ کو تنہائی محبوب ہوگئی چنانچہ آپ ﷺ ستو اور پانی لیکر مکہ سے دو میل دور کوہِ حرا کے ایک غار میں جا رہتے.....اور اللہ کی عبادت کرتے، اور کائنات کے مشاہد اور اس کے پیچھے کارفرما قدرتِ نادرہ پر غور فرماتے، اور پھر جب اللہ نے نبوت سے آپ ﷺ کو نوازا تو آپ پہلے سے زیادہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئے، صحیح بخاری میں مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام (رات کو تہجد کی نماز میں) اس قدر قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے، اور جب آپ ﷺ سے اس باب میں کہا جاتا تو آپ فرماتے أفلا اکون عبدا شکورا، کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنو۔ (تیسیر الباری، شرح بخاری)

نبی علیہ السلام کے زہد و تقوی کا عالم یہ تھا کہ آپ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانے کو ملے، بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں، اور تجھ سے مانگا کروں۔ اور کھا کر تیری حمد و ثناء کروں۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/ ۱۳۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اکثر فاقہ پر فاقہ کئے جاتے تھے، ایک اور روایت میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے گھر والے ایک ایک مہینہ اس طرح گزارتے کہ گھر میں آگ نہ سلگائی جاتی اور ہمارا کھانا یہی ہوتا کھجور اور پانی۔ (ابن ماجہ، ص: ۷۲۵)

اور بعض دفعہ نبی علیہ السلام بھوک سے کروٹیں بدلتے، پیٹ کو الٹتے اور خراب کھجور بھی آپ کو نہ ملتی کہ اسی سے پیٹ بھر لیں۔ (ایضا)

نبی علیہ السلام ایک بار نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے، تکبیر ہو چکی تھی، مگر آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو وہیں کھڑا چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور نماز پڑھائی، کسی نے اس بے وقت گھر تشریف لے جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں ایک سونے کا ٹکڑا پڑا رہ گیا تھا میں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ گھر میں پڑا رہے اور میں فوت ہو جاؤں۔

اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو بڑے ہی اخلاق سے نوازا تھا، یہ آپ ﷺ کا ارفع اخلاق ہی تھا کہ جس نے دشمن کو دوست، بیگانے کو اپنا، سخت دل کو نرم خو بنا دیا تھا۔ نبی علیہ السلام کے اسی بلند اخلاق کی تعریف اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں فرمائی ہے: [وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝] ترجمہ: اور بے شک آپ کا اخلاق بہت بلند ہے۔ (القلم: ۴)

موطا امام مالک میں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ، میں بہترین اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خدمت گزار، فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس تک نبی ﷺ کی خدمت کی:

فما قال لی اف ولا لم صنعت ولا الا صنعت۔ اس مدت میں آپ ﷺ نے مجھے اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا، یہ کام کیوں نہیں کیا۔ (مسلم ۶/ ۳۰)

یہ آپ کا اخلاق ہی تھا کہ جس نے لوگوں کے دلوں سے ظلمت و جہالت کو نکال کر نورِ صداقت اور معرفت الٰہی کو متمکن کر دیا تھا، آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور نرم خو ہونے کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے نبی: [وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ] (آل عمران: ۱۵۹)

اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو لوگ کبھی بھی آپ کے پاس آ کر نہ بیٹھتے (آل عمران: ۱۵۹)

سیدنا انس فرماتے ہیں کہ

لم یکن النبی ﷺ سبابا ولا فحاشا ولا لعانا.

نبی علیہ السلام گالی باز اور سخت گو، بدزبان، لعنت کرنے والے نہ تھے، اگر آپ کو ہم میں سے کسی پر غصہ بھی آتا تو صرف اتنا فرماتے اس کو کیا ہو گیا؟ اس کی پیشانی میں خاک لگے۔ (تیسیر الباری، شرح بخاری ۵/ ۵۸۱)

PDF Compressor Free Version

نبی ﷺ کا شجاعت، بہادری اور دلیری میں بھی مقام سب سے بلند تھا، آپ سب سے زیادہ دلیر تھے، نہایت کٹھن اور مشکل مواقع پر جبکہ اچھے اچھے جانبازوں اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے، آپ ﷺ اپنی جگہ برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے ہی بڑھتے گئے۔

پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زور کا رن پڑتا اور جنگ کے شعلے خوب بھڑک اٹھتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے، آپ سے بڑھکر کوئی دشمن کے قریب نہ ہوتا۔ (شفاء قاضی عیاض ۱/۸۹ بحوالہ الرحیق المختوم)

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا لوگ شور کی طرف دوڑے تو راستے میں رسول اللہ ﷺ واپس آتے ہوئے ملے، آپ ﷺ لوگوں سے پہلے ہی آواز کی جانب پہنچ کر (خطرے کے مقام کا جائزہ لے) چکے تھے اس وقت آپ ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بغیر زین کے گھوڑے پر سوار تھے، گردن میں تلوار حمائل کر رکھی تھی، اور فرما رہے تھے ڈرو نہیں، ڈرو نہیں (کوئی خطرہ نہیں ہے) (مسلم ۶/۲۸ بخاری ۵/۵۸۲)

اور کسی شاعر نے شاید آپ ہی کے بارہ میں کہا تھا کہ

مائیں ایسے بچے جنتی ہیں بہادر خال خال

اور اگر آج آقائے کائنات کے غلام اپنے سینوں میں آپ کی شجاعت بھر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی، ان شاء اللہ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی دریا دلی اور سخاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس نے بھی کوئی چیز آپ ﷺ سے مانگی، آپ نے انکار نہ کیا بلکہ دے دی۔

(بخاری ۵/۵۸۲، مسلم ۶/۳۰)

ایک شخص کو آپ ﷺ نے اتنی بکریاں دیں کہ جس سے دو پہاڑوں کے درمیان والی زمین بھر گئی، وہ شخص اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا میری قوم کے لوگو مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد (ﷺ) اتنا کچھ دیتے ہیں پھر محتاجی کا ڈر نہیں رہتا۔ (مسلم ۶/۳۱)

اقرع بن حابس نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام سیدنا حسن کو پیار کر رہے ہیں تو ایک صحابی نے کہا اللہ کے نبی میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی ان کو پیار نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا جو رحم نہ کرے گا (بچوں، یتیموں اور عاجزوں، ضعیفوں پر) اللہ بھی رحم نہ کرے گا اس پر۔

(ایضاً ص: ۳۴)

نبی ﷺ سب سے زیادہ متواضع اور تکبر سے دور تھے، آپ اپنے لئے صحابہ کرام کو کھڑے ہونے سے منع فرماتے تھے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے تھے۔ فقراء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ غلام کی دعوت منظور فرماتے تھے۔ صحابہ کرام میں کسی امتیاز کے بغیر ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے۔

اماں عائشہ صدیقہ کائنات فرماتی ہیں کہ آپ اپنے جوتے خود ٹانکتے تھے، اپنے کپڑے خود سیتے تھے، اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے، آپ ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنی بکریاں دوہتے تھے، اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ۲/۵۲۰)

آخر میں نبی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کا بھی تذکرہ کرتا جاؤں، سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار چاند رات میں آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ پر سرخ جوڑا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور چاند کو دیکھتا، آخر (اس نتیجہ پر پہنچا کہ) آپ ﷺ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔ (مشکوٰۃ مترجم ۳/۱۳۶ وترمذی فی الشمائل ودارمی)

ایک بار آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے پسینہ آیا تو چہرے کے دھاریاں چمک اٹھیں یہ کیفیت دیکھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر پڑھا:

واذا نظرت الی اسرۃ ووجھہ
برقت کبرق العارض المتھلل

(رحمۃ للعالمین ۲/۱۷۲)

(بقیہ صفحہ: 31)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

ابو حسن عبد القیوم، کھٹی، بدین

ویلنٹائن ڈے کی حقیقت اور آج کا مسلمان

ویلنٹائن ڈے رومانوی جاہلی دن ہے، اس دن کا جشن رومانیوں کے عیسائیت میں داخل ہونے کے بعد بھی جاری رہا، اس جشن کو ایک ویلنٹائن نامی پوپ سے جوڑا جاتا ہے جسے 14 فروری 270 عیسوی کو پھانسی کا حکم دے دیا گیا تھا، کفار ابھی بھی اس دن جشن مناتے ہیں، اور برائی و بے حیائی عام کرتے ہیں۔ مسلمان کفار کے کسی بھی دن کو نہیں منا سکتا؛ اس لئے کہ تہوار منانا شریعت کا حصہ ہے، اس لئے شرعی نصوص کی پابندی ضروری ہوگی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سالانہ دن منانا ایسا منہج، مسلک اور شریعت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾

ترجمہ: ہم نے ہر ایک کے لئے شریعت اور منہج بنا دیا ہے۔ المائدۃ/48

اسی طرح فرمایا:

﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ﴾

ترجمہ: ہم نے ہر ایک امت کے لئے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کیا جس پر وہ چلتے ہیں۔ الحج/67

جیسے قبلہ، نماز، روزہ وغیرہ، چنانچہ انکے تہواروں میں یا دیگر عبادات میں شرکت کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے کہ کسی ایک تہوار میں انکی موافقت کرنا کفر پر موافقت ہے، اور چند جزئیات میں موافقت کفر کی بعض جزئیات میں موافقت شمار ہوگی، بلکہ تہواروں کی وجہ سے ہی مختلف شریعتوں میں امتیاز ہوتا ہے، اور اسی سے کسی شریعت کے شعائر کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے تہواروں میں موافقت کفریہ شریعت اور واضح ترین کفریہ شعیرہ پر موافقت تصور ہوگی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تہواروں میں موافقت آخر کار خالص کفر تک پہنچا سکتی ہے۔

ابتدائی طور پر تہوار منانے کی کم از کم حیثیت ایک گناہ ہے، اور انہی خصوصی تہواروں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا: (ہر قوم کیلئے ایک تہوار ہے، اور ہمارا تہوار ہماری عید ہے) چنانچہ زنار- اسلامی ریاست میں ذمی لوگوں کیلئے خاص لباس- وغیرہ اُنکی خاص علامات پہننا بد ترین مشابہت ہے؛ اس لئے کہ یہ علامات مسلم حکمرانوں کی طرف سے وضع کی گئی ہیں دین نے مقرر نہیں کیں، جسکا مقصد یہ ہے کہ مسلم اور کافر کے مابین فرق کیا جا سکے، جبکہ تہوار اور اسکے لوازمات ملعون کفار اور ملعون دین سے تعلق رکھتے ہیں، چنانچہ ان کے امتیازی تہواروں میں موافقت کرنا اللہ تعالی کی ناراضگی اور سزا کا موجب بنتے ہیں (اقتضاء الصراط المستقیم (1/207) "

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا:

مسلمانوں کیلئے کفار کے ساتھ مشابہت کرنا جائز نہیں کہ انکے مخصوص تہواروں میں کھانا پینا، لباس، نہانا دھونا، چراغاں کرنا جائز نہیں، کسی دن عبادت یا کاروبار سے عام تعطیل وغیرہ کی جائے، اس دن کھانے تیار کرنا، تحفے تحائف دینا، تہوار کے لوازمات کی خرید و فروخت کرنا، تہوار کے دن بچوں کو کھیل کود اور اچھا لباس زیب تن کروانا سب کچھ جائز نہیں ہے۔

مختصراً: مسلمانوں کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کفار کے تہوار کے دن

PDF Compressor Free Version

کوئی خاص کام کریں، بلکہ انکے تہوار مسلمانوں کے دیگر ایام کی طرح ہونے چاہئیں، مسلمان اسے کوئی اہمیت نہ دیں" مجموع الفتاوی" (25/ 329)

حافظ امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر عیسائیوں اور یہودیوں کا کوئی خاص تہوار ہو، تو جس طرح کوئی مسلمان انکے مذہب اور قبلہ میں انکے ساتھ موافقت نہیں کرتا بعینہٖ کوئی مسلمان ان کے تہوار میں بھی شرکت نہ کرے

ماخوذ از: تشبہ الخسیس باہل الخمیس یہ مضمون مجلہ الحکمۃ (4/193) میں شائع ہوا۔

اور جس حدیث کی طرف شیخ الاسلام نے اشارہ کیا ہے بخاری (952) اور مسلم (892) نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، آپ کہتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میرے پاس اس وقت انصاریوں کی دو بچیاں تھیں جو بُعاث کے دن انصار کی طرف سے کہے جانے والے اشعار گنگنا رہی تھیں، آپ کہتی ہیں کہ: وہ دونوں کوئی گلوکارہ بھی نہیں تھیں، انہیں سن کر ابو بکر نے کہا: کیا شیطانی بانسریاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں! یہ کام عید کے دن ہو رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے)

امام ابو داؤد نے (1134) میں روایت کی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلا کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ دو دن کیا ہیں؟) تو صحابہ کرام نے جواب دیا: ہم جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یقیناً اللہ تعالی نے تمہیں اس سے بہتر دو دن عطا کئے ہیں: عید الاضحیٰ اور عید الفطر) اس حدیث کو البانی نے صحیح ابو داود میں صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عید تہوار کسی قوم کے ایسے خصائص میں سے ہے جن سے وہ دیگر اقوام سے امتیاز حاصل کرتی ہیں، اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہلی اور مشرکوں کے تہوار کے دن جشن منانا بھی جائز نہیں ہے۔

اور اہل علم نے ویلنٹائن ڈے منانے کے بارے میں حرام ہونے کا فتوی بھی دیا ہے

-شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا،

عہدِ قریب میں طالبات کے درمیان ویلنٹائن ڈے منانے کا بہت زیادہ رواج ہو گیا ہے، اور یہ عیسائیوں کا تہوار ہے، اس دن میں مکمل لباس سرخ پہنا جاتا ہے، کپڑے، جوتے سب کچھ سرخ ہوتا ہے، اور طالبات اس دن میں سرخ پھولوں کا آپس میں تبادلہ بھی کرتی ہیں، ہم فضیلۃ الشیخ سے اس تہوار کو منانے کا حکم جاننا چاہتے ہیں، اور آپ مسلمانوں کو اس قسم کے معاملات میں کیا نصیحتیں کریں گے، اللہ تعالی آپکی حفاظت اور نگہبانی فرمائے؟

تو انہوں نے جواب دیا

ویلنٹائن ڈے منانا متعدد وجوہات کی بنا پر جائز نہیں ہے

پہلی وجہ: یہ ایک بدعتی تہوار ہے جسکی شریعت میں کوئی اجازت نہیں۔

دوسری وجہ: اسکی وجہ سے عشق اور دیوانگی جنم لیتی ہے۔

تیسری وجہ: اسکی بنا پر دل غیر اخلاقی چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ طریقِ سلف صالحین کے بالکل مخالف ہے۔

اس لئے اس دن کھانے، پینے، پہناوے، اور تحائف وغیرہ عید کے کاموں میں سے کوئی کام نہیں ہونا چاہئے۔

اور ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ اپنے دین پر کاربند رہے، اور ضعیف العقل بن کر ہر آواز لگانے کے پیچھے نہ چلے، میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ظاہری و باطنی تمام فتنوں سے محفوظ رکھے، اور ہماری راہنمائی فرمائے، اور توفیق بھی دے

مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (16/199)

-2لجنۃ الدائمۃ کمیٹی برائے فتوی سے پوچھا گیا:

ہر عیسوی سن کی چودہ فروری کو بعض لوگ ویلنٹائن ڈے مناتے

PDF Compressor Free Version

ہوئے سرخ پھولوں کا تبادلہ کرتے ہیں، اس دوران سرخ لباس زیب تن کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کو مبارک باد بھی دیتے ہیں، جبکہ کچھ مٹھائیوں والے سرخ رنگ کی مٹھائیاں بنا کر سرخ رنگ کے دل بنا کر پیش کرتے ہیں، جبکہ کچھ تو اس دن سے متعلق خاص مصنوعات بھی پیش کرتے ہیں اور اعلانات کئے جاتے ہیں، تو مندرجہ ذیل نکات کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے:

پہلا: اس دن تہوار منانے کا کیا حکم ہے؟

دوسرا: دکانوں سے اس دن کیلئے خریداری کا کیا حکم ہے؟

تیسرا: اس دن کو نہ منانے والے بعض افراد کی جانب سے اس تہوار میں تحفۃً دی جانے والی کچھ چیزیں فروخت کرنا۔

تو کمیٹی نے جواب دیا

کتاب وسنت کی صریح دلیلیں ہیں، اور ان پر سلف صالحین کا اجماع بھی ہے کہ اسلام میں صرف دو ہی تہوار ہیں اور وہ: عید الفطر، اور عید الاضحیٰ ہیں، انکے علاوہ تمام تہوار چاہے وہ کسی شخص سے متعلق ہوں، یا جماعت سے، یا کسی واقعے یا خوشی سے یہ تمام تہوار بدعت ہیں مسلمانوں کے لئے یہ تہوار منانا، کوئی منائے تو خاموش رہنا، یا اس تہوار میں اظہارِ خوشی کرنا، یا کسی بھی انداز سے اس تہوار کے منانے میں مدد کرنا، درست نہیں، چونکہ یہ اللہ کی حدود سے تجاوز ہے، اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔

اور اگر کوئی خود ساختہ تہوار کفار کا بنایا ہوا ہو تو یہ گناہ در گناہ ہے، کیونکہ اس میں انکے ساتھ مشابہت، اور دل لگی کی ایک قسم پائی جاتی ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مؤمنوں کو ان سے مشابہت اور دل لگی سے منع فرمایا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: (جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے)۔

اور ویلنٹائن ڈے بھی مذکورہ جنس میں سے ہے، کیونکہ یہ عیسائیت کے تہواروں میں سے ہے، اس لئے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے مسلمان کیلئے یہ منانا، یا اسکا اقرار کرنا، اور مبارک باد دینا جائز نہیں، بلکہ اللہ اور اسکے رسول کے احکام کی پاسداری کرتے ہوئے اس سے بچنا، اور ترک کرنا ضروری ہے، تا کہ اللہ تعالی کو ناراض کرنے والے اسباب سے دور رہ سکے۔

ویلنٹائن ڈے اور اسی طرح کے دیگر ناجائز تہواروں پر ایک مسلمان کی طرف سے کسی بھی شکل میں معاونت بھی حرام ہے، چاہے کھانے پینے، خرید وفروخت، مصنوعات، تحائف، خطوط، اعلانات، وغیرہ ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ سب گناہ اور زیادتی کے زمرے میں آتا ہے، اور اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی ہے، جبکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ:

[وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝] (المائدۃ:۲)

ترجمہ: نیکی اور تقوی کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اور اللہ تعالی سے ڈر جاؤ، بیشک اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے

ایک مسلمان کیلئے ہر وقت کتاب وسنت پر کار بند رہنا انتہائی ضروری ہے، خاص طور پر جب فتنے بہت زیادہ ہوں، اور گناہوں کی بھرمار ہو، یہ بھی ضروری ہے کہ غضب، گمراہی، اور فسق وفجور والے لوگوں کی غلطیوں میں مت پڑے اور سمجھداری سے کام لے، یہ لوگ اللہ تعالی سے عزت، وقار کی امید نہیں رکھتے، اور اسلام کی وجہ سے اپنا سر بلند نہیں کرتے۔

اسی طرح ایک مسلمان پر ضروری ہے کہ اللہ تعالی سے گڑگڑا کر ہدایت اور اس پر ثابت قدمی مانگے، کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور ثابت قدم کرنے والا بھی وہی ہے، اللہ تعالی ہمیں توفیق دے۔

اللہ تعالی ہمارے نبی محمد، آپکی آل، اور صحابہ کرام پر رحمتیں اور سلامتیں نازل فرمائے

-3 شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

نوجوان لڑکے اور لڑکیوں میں ایک ویلنٹائن ڈے کا تہوار بہت

PDF Compressor Free Version

پھیل رہا ہے، ویلنٹائین ایک عیسائی راہب کا نام ہے، جس کی عیسائی لوگ تعظیم کرتے ہوئے ہر سال چودہ فروری کو یہ دن مناتے ہیں، اس دن میں وہ لوگ تحائف، اور سرخ پھول پیش کرتے ہیں، اور ساتھ ساتھ سرخ لباس بھی زیب تن کرتے ہیں، تو اس تہوار کے منانے کا، یا اس دن تحائف کا تبادلہ، اور اظہار خوشی کا کیا حکم ہے؟

توانہوں نے جواب دیا:

پہلی بات:

اس طرح کے بدعتی تہواروں کو منانا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ یہ بدعت ہے، اور شریعت میں اسکی کوئی اجازت نہیں، چنانچہ تہوار عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں داخل ہوتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے) یعنی ایجاد کرنے والے پر مردود ہے۔

دوسری بات:

اس تہوار کے منانے میں کفار کی مشابہت اور انکی تقلید ہے، کہ اُس کی تعظیم کی جائے گی جس کی وہ تعظیم کرتے ہیں، اور انکے تہواروں اور تقاریب کا اس میں احترام پایا جاتا ہے، اور ان کی مذہبی رسوم میں مشابہت بھی ہے، جبکہ حدیث میں ہے کہ: (جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے)۔

تیسری بات:

اس کے منانے پر لہو ولعب، گانا بجانا، بے پردگی، مرد وخواتین کا اختلاط، خواتین کا مردوں کے سامنے آنا، مفاسد، حرام کام اور گناہ وغیرہ مرتب ہوتے ہیں، یا کم از کم بے حیائی اور اسکے ابتدائی وسائل وآثار رونما ہوتے ہیں۔

اسکے لئے کوئی اپنے تحفظات پیش کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تو صرف تفریح ہے، کیونکہ یہ غلط ہے، چنانچہ جو اپنے لئے خیر چاہتا ہے، اسکے لئے ضروری ہے کہ گناہوں، اور گناہوں کے وسائل سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے

پھر انہوں نے کہا:

مذکورہ بالا بیان کے باعث ایسے تحائف اور پھولوں کی خرید وفروخت منع ہے، جن کو خریدار اس قسم کے تہواروں کیلئے استعمال کرسکتا ہے، تاکہ فروخت کرنے والا اس بدعت کی ترویج میں شامل نہ ہوجائے۔

○○○○○○○○○○

عظیم خوشخبری

قارئین ماہنامہ ''دعوت اہل حدیث'' کیلئے یہ عظیم خوشخبری ہے کہ ماہنامہ ''دعوت اہل حدیث'' نے مختلف علماء کرام کے انٹرویوز شایع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ محترم فضیلۃ الشیخ محمد ابراھیم بھٹی ﷾ کا تفصیلی انٹرویو قارئین نے ملاحظہ فرمالیا۔ فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ کے انٹرویو کی پہلی قسط اس شمارے میں شامل اشاعت ہے۔ آنے والے شماروں میں مندرجہ ذیل علماء کرام کے انٹرویوز شایع کئے جائیں گے:

① شیخ محمود احمد حسن ﷾ شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی

② فضیلۃ الشیخ ضیاء الحق بھٹی ﷾ نائب شیخ الحدیث المعہد السلفی کراچی

③ فضیلۃ الشیخ محمد داؤد شاکر ﷾ نائب مدیر المعہد السلفی کراچی

④ فضیلۃ الشیخ حافظ محمد سلیم ﷾ شیخ الحدیث المعہد السلفی کراچی

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

مولانا عبدالقیوم سیال، کلروالی، فاضل: المعہد السلفی کراچی

بائبل اور انبیاء کرام کی گستاخیاں

ہر دین کے پیروکار اپنے بانیان مذاہب کے احترام اور اعزاز کے قائل ہیں، کیونکہ کسی رہنما سے اس وقت تک قلبی عقیدت اور ذہنی وابستگی نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس شخصیت کی اخلاقی پاکیزگی اور بلند کرداری کا پختہ یقین نہ ہو، لیکن اہل کتاب کا معاملہ اس ضمن میں بالکل جداگانہ ہے وہ ایک طرف جن انبیاء ورسولوں کو خدا کا فرستادہ مانتے ہیں اور دوسری طرف ان کی سیرت وکردار پر ایسے اخلاق سوز الزامات لگاتے ہیں، جن کا تصور رسول تو کجا، کسی عام شریف انسان کے متعلق بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا سبب بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ جب بنی اسرائیل کے عوام وخواص، علماء واحبار اور حکام اخلاقی انحطاط کی پستی میں گر گئے تو اپنی اصلاح کے بجائے انبیاء کرام کی پاک سیرتوں کو داغدار کرنا شروع کردیا تاکہ ان کی اپنی سیہ کاریوں پر پردہ پڑا رہے اور جواز پیدا کیا جاسکے۔

ذیل میں ہم چند حوالے دیتے ہیں، جن انبیاء کرام پر گھٹیا، فحش اور ناقابل یقین الزامات لگائے گئے ہیں اور انبیاء کرام کی گستاخی کی گئی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ باتیں اللہ کا کلام نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہیں۔

(۱) سیدنا نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے

اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا O اور اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہوگیا O (پیدائش: ۲۰۹، ۲۱۰)

(۲) سیدنا لوط علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے

اور لوط صُغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اسے صغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اس کی دو بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے O تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے O آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں O سو انہوں نے اس رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی O اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی O آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ کی نسل باقی رکھیں O سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائیں اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی O سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں O (پیدائش: ۱۹: ۳۰، ۳۵)

(۱) سیدنا یعقوب علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے

اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا O جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اس کی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی O..... اس نے کہا کہ تیرا نام آگے یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔ (پیدائش: ۳۲: ۲۳_۲۹)

دوسری جگہ لکھا ہے:

PDF Compressor Free Version

اس نے رحم میں اپنے بھائی کی ایڑی پکڑی اور وہ اپنی توانائی کے ایام میں خدا سے کشتی لڑا O ہاں وہ فرشتہ سے کشتی لڑا اور غالب آیا۔ (ہوسیع ۱۲: ۳۔۴)

(۱) سیدنا سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے

اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی۔ عمونی۔ ادومی۔ صیدانی اور حتّی عورتوں سے محبت کرنے لگا O یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کرینگی O سلیمان ان کے عشق کا دم بھرنے لگا۔ (سلاطین (۱) ۱۱: ۱۰۹)

دوسری جگہ لکھا ہے:

اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤد نے کی تھی۔ (سلاطین)

اسی طرح بائبل کہتی ہے:

اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا O کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اسکی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا O ..... اور خداوند سلیمان سے ناراض ہوا کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا، جس نے اسے دوبار دکھائی دیکر O اس کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا۔ (سلاطین)

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بائبل (غزل الغزلات) میں لکھا ہوا ہے:

① وہ اپنے منہ کے چوموں سے مجھے چومے
کیونکہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے۔

② اے میری پیاری!
میں نے تجھے فرعون کے رتھ کی گھوڑیوں میں سے ایک کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔
تیرے گال مسلسل زلفوں میں خوشنما ہیں۔
اور تیری گردن موتیوں کے ہاروں میں۔

③ میرا محبوب میرے لئے دستۂ مُر ہے۔
جو رات بھر میری چھاتیوں کے درمیان پڑا رہتا ہے۔ (ایضاً ۱: ۱۳)

④ وہ مجھے میخانہ کے اندر لایا
اور اس کی محبت کا جھنڈا میرے اوپر تھا
کشمش سے مجھے قرار دو۔ سیبوں سے مجھے تازہ کرو کیونکہ میں عشق کی بیمار ہوں
اس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے نیچے ہے
اس کا دایاں ہاتھ مجھے گلے سے لگاتا ہے (ایضاً باب ۲: ۴۔۶)

⑤ تیری آنکھیں تیرے نقاب کے نیچے دو کبوتر ہیں
تیرے بال بکریوں کے گلہ کی مانند ہیں
جو کوہ جلعاد پر بیٹھی ہوں
تیرے دانت بھیڑیوں کے گلہ کی مانند ہیں
جن کے بال کترے گئے ہوں اور جن کو غسل دیا گیا ہو
جن میں ہر ایک نے دو بچے دیئے ہوں
اور ان میں ایک بھی بانجھ نہ ہو
تیرے ہونٹ قرمزی ڈورے ہیں
تیرا منہ دلفریب ہے
تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے
انار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں

⑥ تیری دونوں چھاتیاں دو توام آہو بچے ہیں
جو سوسنوں میں چرتے ہیں

⑦ تیری رانوں کی گولائی ان زیوروں کی مانند ہے جن کو کسی استاد کاریگر نے بنایا ہو
تیری ناف گول پیالہ ہے

PDF Compressor Free Version

جس میں ملائی ہوئی مے کی کمی نہیں
تیرا پیٹ گیہوں کا انبار ہے
جس کے گرداگرد سوسن ہوں
تیری دونوں چھاتیوں دو آہو بچے ہیں
جو توام پیدا ہوئے ہیں (ایضاباب ۷:۱۵۔۳)
⑧ یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے
اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں
میں نے کہا میں اس کھجور پر چڑھوں گا
اور اس کی شاخوں کو پکڑوں گا
تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہوں
اور تیرے سانس کی خوشبو سیب کی سی ہو
اور تیرا منہ بہترین شراب کی مانند ہو

قارئین کرام! یہ بائبل کی کتاب ''غزل الغزلات'' سے چند اقتباسات تھے جو سیدنا سلیمان علیہ السلام سے منسوب لکھے ہوئے ہیں وگرنہ پوری کتاب ''غزل الغزلات'' اسی بیہودگی سے بھری ہوئی ہے، جسے سیدنا سلیمان کی غزل الغزلات کہا گیا ہے، یہ کسی نبی کا کلام ہرگز نہیں ہوسکتا یہ تو کسی لیلیٰ ومجنون، ہیر ورانجھا، شریں وفرہاد اور سسی وپنوں کا عاشقانہ کلام نظر آتا ہے۔

⑤ سیدنا یعقوب علیہ السلام دغاباز ہیں (نعوذ باللہ)

جب اسحاق ضعیف ہوگیا اور اس کی آنکھیں ایسی دھندلا گئیں کہ اسے دکھلائی نہ دیتا تھا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بلایا اور کہا اے میرے بیٹے! اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں O تب اس نے کہا دیکھ! میں تو ضعیف ہوگیا اور مجھے اپنی موت کا دن معلوم نہیں O سو تو اب ذرا اپنا ہتھیار اپنا ترکش اور اپنی کمان لیکر جنگل کو نکل اور میرے لئے شکار مار لا O اور میری حسب پسند لذیذ کھانا میرے لئے تیار کر کے میرے آگے لے آ تا کہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پہلے دل سے تجھے دعا دوں O.....تب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے کہا دیکھ میں نے تیرے باپ کو تیرے بھائی عیسو سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ O میرے لئے شکار مار کر لذیذ کھانا میرے واسطے تیار کر تا کہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پیشتر خداوند کے آگے تجھے دعا دوں O سو اے میرے بیٹے اس حکم کے مطابق جو میں تجھے دیتی ہوں میرے بات مان اور جا کر ریوڑ سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے مجھے لا دے اور میں ان کو تیرے باپ کیلئے اس کی حسب پسند لذیذ تیار کرونگی اور تو اسے اپنے باپ کے آگے لیجانا تا کہ وہ کھائے اور مرنے سے پیشتر تجھے دعا دے O (تب یعقوب نے ایسا ہی کیا جب عیسو کو پتہ چلا تو) حسرتناک آواز سے چلا اٹھا اور اپنے باپ سے کہا مجھ کو بھی دعا دے اے میرے باپ! مجھ کو بھی O اس نے کہا تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت لے گیا O (پیدائش: ۲۷:۱۔۳۶)

دوسری جگہ لکھا ہے:

جب یعقوب نے اپنے ماموں کی بیٹی راخل کو اور اپنے ماموں لابن کے ریوڑ کو دیکھا تو وہ نزدیک گیا اور پتھر کو کوئیں کے منہ سے ڈھلکا کر اپنے ماموں لابن کے ریوڑ کو پانی پلایا O اور یعقوب نے راخل کو چوما اور چلا چلا کر رویا O.....راخل حسین اور خوبصورت تھی O اور یعقوب راخل پر فریفتہ تھا۔ (پیدائش: ۲۹:۱۰۔۱۸)

⑥ سیدنا داؤد علیہ السلام پر زنا کی تہمت

اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر بادشاہ ہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی O تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا ور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ O اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوچکی تھی) پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی O اور وہ عورت حاملہ ہوگئی'' (سموئیل: (۲) باب ۱۱: ۴۔۶)

ایک دوسری جگہ ہے:

اور داؤد بادشاہ بڈھا اور گہن سال ہوا اور وہ اسے کپڑے اڑھاتے پر وہ گرم نہ ہوتا O سو اس کے خادموں نے اس سے کہا کہ

PDF Compressor Free Version

ہمارے مالک بادشاہ کیلئے ایک جوان کنواری ڈھونڈی جائے جو بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اس کی خبر گیری کیا کرے اور تیرے پہلو میں لیٹ رہا کرے تا کہ ہمارے مالک باشاہ کو گرمی پہنچے O (سلاطین: (۱) باب: ۱: ۱۔ ۴)

سیدنا ہارون علیہ السلام اور لوگوں کا شرک کرنا

اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لئے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا کیا ہو گیا O ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ O چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے O اور اس نے ان کو ان کے ہاتھوں سے لیکر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی۔ تب وہ کہنے لگے اے اسرائیل یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا O یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قربانگاہ بنائی اور اس نے اعلان کر دیا کہ کل خداوند کیلئے عید ہوگی O اور دوسرے دن صبح سویرے اٹھکر انہوں نے قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گذرائیں۔ پھر ان لوگوں نے بیٹھ کر کھایا پیا اور اٹھکر کھیل کود میں لگ گئے O" (خروج: ۳۲: ۱: ۱۔ ۶)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی

مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے O (گلتیوں کے نام پولس رسول کا خط: ۳: ۱۳)

یہودہ بن یعقوب علیہ السلام پر زنا کا الزام

یہودہ بن یعقوب نے اپنی بہو (بیٹے کی بیوی) تمر سے زنا کیا اور اسے اس زنا سے دو جڑواں بچوں فارص اور زارح کا حمل ٹھہرا۔

(پیدائش: ۳۸: ۱۲: ۱۔ ۳۰ ملخصا)

اور انبیاء، داؤد، سلیمان اور عیسیٰ ایک حرامی یعنی فارص کی نسل سے تھے۔ (انجیل متی ۱: ۳۔ ۱۶ ملخصا)

سیدنا ایوب علیہ السلام کو خدا کا ستانا

اے میرے دوستو! مجھ پر ترس کھاؤ!

کیونکہ خدا کا ہاتھ مجھ پر بھاری ہے کہ تم کیوں خدا کی طرح مجھے ستاتے ہو۔ (کتاب ایوب ۱۹: ۲۱۔ ۲۲)

اور ایوب نے پھر اپنی مثل شروع کی اور کہنے لگا۔ زندہ خدا کی قسم جس نے میرا حق چھین لیا اور قادر مطلق کی سوگند جس نے میری جان کو دکھ دیا ہے۔ (کتاب ایوب: ۲۷: ۱: ۱۔ ۳)

بلکہ ہر عقلمند جو میری سنتا ہے کہیگا۔ ایوب نادانی سے بولتا ہے اور اس کی باتیں حکمت سے خالی ہیں۔ (کتاب ایوب: ۳۴: ۳۴۔ ۳۵)

تلك عشرة كاملة

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہل حق کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

بقیہ	سیرت النبی ﷺ کے درخشاں پہلو	

ترجمہ: جب ایک چہرے کی دھاریاں دیکھو تو۔ وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہے۔

نبی ﷺ جتنے صورت کے حسین تھے اتنے ہی سیرت کے خوبصورت۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم نبی ﷺ کی سیرت کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رحم مادر سے (رضی اللہ عنہ) کا لقب لے کر نہیں آئے تھے۔ بلکہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے اسوۂ اور سیرت کو اپنایا تھا، اور اللہ نے ان کو جنت کے سرٹیفکیٹ دے دئے۔ دنیا میں بھی کامیاب آخرت میں بھی کامیاب۔

آج مسلمان ذلیل ہیں، خوار ہیں، بے کس ہیں، بے بس ہیں، مظلوم ہیں، مجبور ہیں، تو اس کا سب سے بڑا سبب قرآن وحدیث سے بیگانگی اور اسوۂ رسول سے "چشم پوشی" ہے اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے اور نبی علیہ السلام کے اسوۂ پر چلنے کی توفیق دے، آمین یارب العالمین

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

سلیمان شاکر، متعلم المعہد السلفی کراچی

موت کی تمنا کرنے کی دو جائز صورتیں

الحمدللہ الذی خلق الانسان، وعلمه البیان، واخرجه من الظلمات التقلید والطغیان والصلاۃ والسلام علی رسوله محمد والہ واصحابه اجمعین، امابعد

فقد قال النبی ﷺ لایتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعله ان یزداد خیرا واما مسیئا فلعله ان یستعتب (متفق علیه)

آج کے اس دور میں کچھ لوگوں نے موت کو ہلکا اور آسان بنا کر رکھ دیا ہے، آئے روز ہم سنتے ہیں، اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ فلاں جگہ فلاں شخص نے، فلاں عورت نے، خودکشی کرلی۔

وجہ کیا ہوتی ہے؟ کوئی شخص اپنے کاروبار میں نقصان آجانے کی وجہ سے خودکشی کرلیتا ہے، کوئی شخص اپنے فقر وفاقہ سے گھبرا کر خودکشی کرلیتا ہے، تو کوئی اپنی گھریلو پریشانیوں سے گھبرا کر بیوی بچوں سمیت خودکشی کرلیتا ہے، تو کوئی عاشق اپنے عشق جیسے گندے فعل میں ناکام ہوکر مایوس ہوکر خودکشی کرلیتا ہے۔

اور اس کے بالکل برعکس اگر کسی کا کاروبار ٹھیک چلنے لگ جائے جیسے ہی پیسے آرہے ہوں تو وہ شخص موت کو ہی بھول جاتا ہے، اگر کسی کے گھر میں خوشیاں ہی خوشیاں ہو، نعمتیں ہی نعمتیں ہوں تو وہ شخص بھی موت جیسی اٹل حقیقت کو بھول جاتا ہے۔

یہ دونوں کام بالکل غلط ہیں، یعنی موت کی تمنا کرنا بھی غلط ہے اور موت کو بھول جانا بھی غلط ہے۔

اسلام نہ تو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ انسان دنیا کی مشکلات سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنے لگے اور نہ اسلام اس بات کو پسند کرتا ہے کہ انسان موت کو بالکل فراموش ہی کردے۔

جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ شخص نیک ہوگا ایماندار ہوگا تو شاید اس کے ثواب میں مزید اضافہ ہوجائے اور اگر وہ شخص گناہگار رہوگا تو شاید اس کو توبہ کرنے کی توفیق مل جائے اور وہ توبہ کرکے اپنے گناہ معاف کروالے۔ لیکن دو صورتیں ایسی ہیں جن کی بناء پر موت کی تمنا کی جاسکتی ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی صورت:

ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان شہادت کی موت کی تمنا کرے اس لئے کہ اس کی گنجائش شریعت میں موجود ہے، خود نبی ﷺ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے، ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل الله ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل (بخاری: ۲۷۹۷، مسلم: ۱۸۷۶)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاؤں پھر میں زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے:

اللھم ارزقنی شھادۃ فی بلد رسولك (بخاری، کتاب الجہاد)

دوسری روایت میں الفاظ اس طرح ہیں:

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك (بخاری: ۱۸۹۰)

PDF Compressor Free Version

اے اللہ مجھے شہادت کی موت نصیب فرما اور مجھے اپنے رسول ﷺ کے شہر میں موت عطا کرنا۔

دوسری صورت:

دوسری صورت یہ ہے کہ انسان کسی ایسی بڑی آزمائش سے دوچار ہوجائے کہ اس کیلئے دین وایمان پر قائم رہنا ہی مشکل ہوجائے، تو ایسی صورت میں موت کی تمنا کی گنجائش نکل آتی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے اگر کوئی کسی تکلیف میں مبتلا ہوجائے تو اس تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا ہرگز نہ کرے، لیکن اگر بہت زیادہ مجبور ہوجائے تو اس طرح کہہ لے:

اللھم احیینی ماکانت الحیاۃ خیرا لی وتوفنی ماکانت الوفاۃ خیرا لی (بخاری: ۵۶۷۱، مسلم: ۲۶۸۰)

یعنی: اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندہ رہنا میرے لئے باعثِ خیر ہو اور مجھے اس وقت فوت کردینا جب وفات میرے لئے باعثِ خیر ہو۔

یہ تھی موت کی تمنا کرنے کی جائز صورتیں، ان صورتوں کے علاوہ کسی بھی صورت میں موت کی تمنا کرنا حرام ہے بلکہ زندگی تھوڑی ہو یا زیادہ اسے غنیمت سمجھا جائے اور یہی کوشش کرنی چاہئے کہ موت سے پہلے جتنا زیادہ ممکن ہو نیک عمل کرلئے جائیں، نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو اسی بات کی نصیحت کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

اخذ رسول اللہ ﷺ بمنکبی فقال: کن فی الدنیا کانک غریب، او عابر سبیل، وکان ابن عمر یقول: اذا امسیت فلاتنتظر الصباح واذا اصبحت فلا تنتظر المساء، خذ من صحتک لمرضک، ومن حیاتک لموتک (بخاری)

نبی ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی بے گانہ (اجنبی) یا کوئی مسافر۔ اور ابن عمر فرمایا کرتے تھے: اگر تم شام کرلو تو صبح کا انتظار مت کرنا، اور اگر صبح کرلو تو شام کا انتظار مت کرنا، اور اپنی صحت کو غنیمت سمجھ بیماری سے پہلے اور زندگی کو غنیمت سمجھ موت سے پہلے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اعمال صالحہ سے بھرپور زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ	گھوڑے کے گوشت کی حرمت.....	

◎ علامہ ابن قیسرانی (المتوفی ۵۰۷ھ) فرماتے ہیں: اجمعوا علی ضعفہ. (تذکرۃ الحفاظ لابن قیسرانی، ص: ۳۷، دار الصمیعی) اس کے ضعف پر (جمہور محدثین) جمع ہوگئے ہیں۔

◎ حافظ احمد بن علی بن حجر (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: ومحمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی ضعیف. (تلخیص الحبیر ۱/ ۵۹۳، دار الکتب العلمیہ) اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی ضعیف ہیں۔

ائمہ حدیث کے ان ۵۰ تحقیقی افکار کا ماحاصل یہ ہے "ابن ابی لیلی" ضعیف ہیں اور نتیجتاً یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

تنبیہ: ابن ابی لیلی کے بعض نے توثیق بھی کی ہے لیکن یہ عندالجمہور ضعیف ہے کما صرح البوصیری وغیرہ۔

چوتھی روایت:

قال محمد، اخبرنا ابوحنیفۃ، عن الھیثم، عن ابن عباس انہ کرہ لحم الفرس. (کتاب الاثار لمحمد بن حسن الشیبانی واللفظ لہ ۲/ ۷۸۵، دار السلام، کتاب الاثار لابی یوسف ۱/ ۲۳۷، دار الکتب العلمیہ)

کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ گھوڑے کے گوشت کو ناپسند سمجھتے تھے۔

جائزہ: اس روایت کی سند بھی دو ضعیف رواۃ کی وجہ سے ضعیف تر ہے۔

خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ گھوڑے کے گوشت کی حرمت کے متعلق تمام تر مرفوع وموقوف روایت ضعیف، باطل اور صحیح روایات کے مخالف ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں مرفوع صحیح روایات کو چھوڑ کر ضعیف، باطل، مردود روایات کو ترجیح دینا یقیناً بے ایمانی، بے دینی اور حقیقت سے روگردانی ہے، اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ (آمین)

◎◎◎◎◎◎◎◎◎◎◎◎

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

محمد آصف فاروق ﷾
امام وخطیب: رحمانیہ مسجد قنبر

جمعہ کے دن دوسری اذان

اور دہری اذان واقامت....!

انتہائی اختصار کے ساتھ اپنے دلائل ذکر کروں گا اور مولانا احمد علی شیخ (دیوبندی) شہداد کوٹ والے صاحب کے اعتراضات کا جواب دونگا اللہ تعالیٰ سے دعا گوں ہوں کہ میرے قلم کو لغزش سے بچائے اور حق سچ لکھنے کی توفیق دے۔ (آمین) میں نے استخارہ کر کے لکھنا شروع کیا ہے تا کہ اگر یہ لکھنا میری دنیا وآخرت کیلئے صحیح نہیں ہے تو میں لکھ نہ سکوں۔

جمعہ کیلئے ایک اذان سنت نبوی ﷺ ہے

دلیل: السائب بن یزید یقول: ان الاذان یوم الجمعة کان اوله حین یجلس الامام یوم الجمعة علی المنبر فی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وعمر فلما کان خلافة عثمان و کثروا امر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن به علی الزوراء فثبت الامر علی ذالك (صحیح بخاری ۱/۱۲۵)

ترجمہ: سیدنا سائب بن یزید ؓ فرماتے ہیں کہ پہلے جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا، رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق ؓ، عمر ؓ کی خلافت کے دور میں ایسا ہی ہوتا رہا پھر جب عثمان ؓ کی خلافت میں لوگ زیادہ ہو گئے تو عثمان ؓ نے جمعہ کی تیسری اذان دینے کا حکم دیا تو (مدینہ کے بازار) زوراء مقام پر یہ اذان دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق، عمر ؓ کے طریقہ پر جمعے کی ایک اذان دینے پر اہل حدیث عمل کرتا ہے تو اعتراض کیوں؟ یہ تو نبی ﷺ کی سنت ہے ہم پر اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول کی فرض ہے اور کسی کی نہیں۔

جمعہ کیلئے دو اذانیں

جمعہ کیلئے دو اذانوں کو ثابت کرنے کیلئے محترم نے وہی حدیث ذکر کی ہے جو ہم نے ایک اذان کیلئے ذکر کی ہے تو محترم سے ہماری گزارش ہے کہ ہم جمعہ کیلئے دو اذانوں کو مانتے ہیں لیکن آپ ایک اذان کو نہیں مانتے ہمارا عمل رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق ہے اس پر ہی ابوبکر صدیق اور عمر ؓ عمل پیرا رہے اور آپ کا عمل عثمان ؓ کے عمل کے مطابق نہیں کیونکہ عثمان ؓ بازار میں اذان کہلواتے تھے اور آپ مسجد میں کہلواتے ہیں اب آپ ہی فیصلہ کرو کہ ہم صحیح ہیں یا آپ؟

دہری اذان بھی دے سکتے ہیں

دلیل: القی علی رسول الله ﷺ التأذین هو بنفسه فقال قل: الله اکبر الله اکبر، الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لا إله الا الله، اشهد ان لا إله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله، ثم ارجع فمد من صوتك، اشهد ان لا إله

PDF Compressor Free Version

الا الله، اشهد ان لاإله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله ،اشهد ان محمد رسول الله حی علی الصلوة، حی علی الصلوة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الله اکبر الله اکبر، لاإله الا الله (صحیح مسلم ۱/ ۱۶۵)

ترجمہ: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بذات خود اذان سکھائی اور فرمایا اس طرح کہو: الله اکبر الله اکبر، الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لاإله الا الله، اشهد ان لاإله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله اس کے بعد پھر دوبارہ آواز بلند کرکے کہو: اشهد ان لاإله الا الله، اشهد ان لاإله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله، حی علی الصلوة، حی علی الصلوة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الله اکبر الله اکبر، لاإله الا الله

یہ حدیث دہری اذان والی ہے اور صحیح مسلم میں ہے اس پر اہل حدیث عمل کرتے ہیں، الحمدللہ، لیکن محترم اس حدیث کو بھی نہیں مانتے اگر اس طرح کبھی کوئی اذان دے تو دہری اقامت کہے گا یعنی وہ اقامت کہے گا جو آج کل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار کہتے ہیں، دہری اذان کیلئے دہری اقامت کہی جائے گی۔

اکہری اقامت کا بیان

دلیل نمبر(۱) امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة (صحیح بخاری ۱/ ۸۵، صحیح مسلم ۱/ ۱۶۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے (کلمات) دو دو بار کہنے کا حکم دیا گیا اور اقامت ایک ایک بار۔

دلیل نمبر(۲) کان الاذان علی عهد رسول الله ﷺ مرتین مرتین والاقامة مرة مرة غیر انه یقول: قد قامت الصلوة، قد قامت الصلوة (دارمی ۱/ ۳۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت ایک ایک بار سوائے قد قامت الصلوۃ کے ان کو دو دو بار۔

دلیل نمبر(۳) عن عروة ان اباه کان یشفع الاذان ویوتر الاقامة (ابن ابی شیبۃ ۲/ ۱۴۸)

مشہور تابعی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے عروہ رحمہ اللہ اپنے والد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (جن کو دنیا میں ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم جنتی ہو) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار کہتے اور اقامت کے ایک ایک بار۔

دلیل نمبر(۴) تقول اذا اقمت الصلاة: الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لاإله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله، حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة، الله اکبر الله اکبر، لاإله الا الله (صحیح ابن حبان ۳/ ۷۲، ابن خزیمہ ۱/ ۲۳۲، الرقم: ۳۷)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اقامت اس طرح سکھائی گئی جس طرح اوپر بیان کی گئی ہے۔

اکہری اذان کیلئے دوہری اقامت کے دلائل کا جائزہ

دلیل نمبر(۱) قال ابن ابی شیبة: نا اسامة عن سعید عن ابی معشر عن ابراهیم قال ان بلالا کان یثنی الاذان والاقامة (ابن ابی شیبۃ ۱/ ۲۳۴)

بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت دہری کہتے تھے۔

الجواب: ابراہیم نخعی کوفی کو بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات تو دور کی بات یہ تو بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کے ۲۶ سال بعد پیدا ہوا ہے کیونکہ بلال ۲۰ رضی اللہ عنہ ہجری میں فوت ہوئے ہیں۔ (۶۳ سال کی عمر میں، الاستیعاب ۱/ ۱۱۲، رقم: ۲۱۴، الاصابۃ لابن حبان ص: ۴۳، رقم: ۱۰۶) اور ابراہیم نخعی کوفی ۴۶ ہجری کو پیدا ہوئے، اور ۹۶ ہجری کو فوت ہوئے (تقریب، ص: ۲۴) اس لئے یہ روایت ضعیف ہے۔

دلیل نمبر(۲) عن الثوری عن ابی معشر عن ابراهیم عن الاسود عن بلال قال: کان اذانه واقامته مرتین مرتین (مصنف عبدالرزاق ۱/ ۴۶۳)

اسود رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور اقامت

PDF Compressor Free Version

دہری دہری تھی۔

الجواب: اس سند میں سفیان ثوری مدلس ہے، جو ۱۶۱ ہجری کو ۶۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور ۹۷ ہجری کو پیدا ہوئے، (تقریب ۱۲۸) اسی طرح اس سند میں ابراھیم بن یزید بن قیس بن الاسود نخعی کوفی ابوعمران بھی مدلس ہے، (طبقات المدلسین، ص:۲۸) تیسری بات یہ ہے کہ اسود کو بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی ہے نبی ﷺ کی وفات کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی ہی نہیں ہے۔ (المحلی ۲/۱۸۸، خلاصۃ تذھیب ۱/۱۴۰)

دلیل نمبر(۳) قال ابن ابی شیبۃ: حدثنا ھشیم بن عبدالرحمن بن یحییٰ عن الربیع بن قیس ان علیا کان یقول: الاذان والاقامۃ مثنی (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۴/۱)

ترجمہ: ربیع بن قیسؒ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت دہری کہا کرتے تھے۔

الجواب: ابن ابی شیبہ کے دوسرے مکتبہ کے طبع میں سند اس طرح ہے: حدثنا ھشیم، عن عبدالرحمن بن یحییٰ، عن الھجنع بن قیس ان علیا ..الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۹/۲)

سند اصل میں یہی ہے کیونکہ وہ جو سند ہے اس میں ہشیم بن عبدالرحمن کہا گیا ہے، اسماء الرجال کی کتب کو کھنگال مارا لیکن اس نام کا راوی ہمیں نہیں ملا، اسی لئے اس کی سند جو ہم نے ذکر کی ہے اصل وہی ہے، اس سند میں ہشیم ہے جو بشیر کا بیٹا ہے اور مدلس ہے اور عن سے بیان کر رہا ہے۔ (میزان الاعتدال ۳۰۶/۴) اور سند میں ھجنع بن قیس ہے جس پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

دلیل نمبر(۴) قال ابن ابی شیبۃ: نا علی بن ھاشم، عن ابن ابی لیلی، عن عمرو بن مرۃ، عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال: کان عبداللہ بن زید الانصاری مؤذن النبی ﷺ یشفع الاذان والاقامۃ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۳۴/۱)

ترجمہ: عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے موذن تھے اذان اور اقامت دہری کہا کرتے تھے۔

الجواب: اس کی سند میں ابن ابی لیلی ضعیف ہے (تقریب، ص:۳۰۸) اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام بخاری کا قول ہے کہ یہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اس لئے عبدالرحمن بن ابی لیلی کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی اور امام مسلم کا قول ہے ۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ہیں، لیکن روایت ابن ابی لیلیٰ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دلیل نمبر(۵) قال ابن ابی شیبۃ: حدثنا وکیع، عن ابراھیم بن اسماعیل، عن عبید مولی سلمۃ بن الاکوع، ان سلمۃ بن الاکوع کان یثنی الاقامۃ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۳۴/۱)

ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اقامت دہری کہتے تھے۔

الجواب: اس کی سند میں ابراھیم بن اسماعیل بن مجمع الانصاری ابواسحاق المدنی ضعیف ہے (تقریب، ص:۱۹) امام بخاری اسے وہمی کہتے ہیں، اور یہی امام ابوحاتم کا کہنا ہے، امام ابن معین نے تو فرمایا ہے کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں (میزان الاعتدال ۱۹/۱)

دلیل نمبر(۶) قال محمد الشیبانی: اخبرنا ابوحنیفۃ، عن حماد، عن ابراھیم قال: الاذان والاقامۃ مثنی مثنی (کتاب الآثار، ص:۹۰)

ترجمہ: ابراھیم نخعی نے فرمایا: اذان اور اقامت دہری ہے۔

الجواب: اس کی سند میں حماد بن ابی سلیمان مسلم ابواسماعیل الکوفی متکلم فیہ ہے، قال الحافظ: صدوق لہ اوھام من الخامسۃ رمی بالارجاء مات ۱۲۰ أو قبلھا (تقریب، ص:۸۲ میزان الاعتدال ۵۹۵/۱)

دلیل نمبر(۷) قال ابن ابی شیبۃ: حدثنا عفان قال، نا عبدالواحد بن زیاد قال، ثنا الحجاج بن أرطاۃ قال، نا ابواسحاق قال کان اصحاب علی واصحاب عبداللہ یشفعون الاذان والاقامۃ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۳۴/۱)

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد اذان اور

PDF Compressor Free Version

اقامت دہری کہا کرتے تھے۔

الجواب: اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔(میزان الاعتدال ۱/۴۵۸،تقریب ،ص:۴) اور عبدالواحد بن زیاد کے بارے میں: لہ اوھام (تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۸۹)

دلیل نمبر(۸) قال الترمذی: حدثنا ابو سعد الاشج قال حدثنا عقبة بن خالد، عن ابن ابی لیلی، عن عمرو بن مرة، عن عبدالرحمن بن الیلی، عن عبدالله بن زید قال: کان اذان رسول الله ﷺ شفعا شفعا فی الاذان والاقامة

(ترمذی)

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی لیلی محمد عبداللہ بن زید فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ (کے موذن) کی اذان اور اقامت دہری تھی۔

الجواب: اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی ضعیف ہے (تقریب ،ص:۳۰۸) اور عبدالرحمن بن الیلی کی عبدالرحمن بن زید رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔(ترمذی ۱/۱۲۳)

غلط فہمی: محترم فرماتے ہیں: دار قطنی میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک تھے اور عبدالرحمن بن ابی لیلی نے سیدنا عمر کا زمانہ بھی پالیا تھا۔(ص:۱۳)

ازالہ: محترم جی دار قطنی میں ہی امام دار قطنی کا فرمان ہے کہ: ابن ابی لیلی لا یثبت سماعه من عبدالله بن زید (دار قطنی ۱/۲۴۱) ابن ابی لیلی کا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی سننا ثابت نہیں ہے۔

غلط فہمی: محترم فرماتے ہیں: سیدنا بلال کے متعلق چونکہ دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں ایتار (اکہری اقامت) والی بھی دہری کلمات والی بھی (ص:۱۳)

ازالہ: محترم جی! بلال رضی اللہ عنہ سے اکہری اقامت تو ثابت ہے کیونکہ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے، دہری ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ ضعیف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

غلط فہمی: محترم فرماتے ہیں: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شروع میں اکہری کلمات والی اقامت پر عمل پیرا تھے مگر بعد میں دہری کلمات والی اقامت پر عمل کرنے لگے۔

ازالہ: محترم آپ کی اس بات کا ذکر کسی حدیث یا تاریخ میں ملتا جب پتہ چل گیا کہ دہری اقامت والی روایات ضعیف ہیں تو دہری اقامت کو چھوڑ دیا جائے اس طرح کی اپنی طرف سے باتیں کرنے کا کیا فائدہ۔

غلط فہمی: محترم فرماتے ہیں: سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اقامت کے کلمات (دہرے کلمات والی اقامت) کی تعلیم فرمائی (ص:۱۳)

ازالہ: محترم آپ اس صحابی کی دہری اقامت کو مانتے ہو لیکن ان کی دہری اذان کو کیوں نہیں مانتے؟ محترم بات یہ ہے کہ دہری اقامت دہری اذان کیلئے ہے یہ صحابی دہری اذان دیتے تھے اس لئے اقامت بھی دہری کہتے تھے (دہری اذان کے کلمات سمجھنے ہوں تو دہری اذان کے عنوان میں دیکھیں)

توجہ فرمائیں!

ماہنامہ دعوت اہل حدیث میں اپنے کاروباری اشتہارات دیکر اپنی کاروبار کو فروغ دیں۔نرخ نامہ حسب ذیل ہے:

مین ٹائٹل کی بیک سائیڈ:	1500روپے
آخری ٹائٹل:	2000روپے
آخری ٹائٹل کا بیک سائیڈ:	1000روپے
عام مکمل صفحہ:	700روپے
عام صفحہ کا نصف:	500روپے
ایک چوتھائی صفحہ:	300روپے

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

محترم عمر بھائی، سبحانی مسجد لیاری کراچی

پندونصائح

شکر کرو ہر لمحہ اپنے رب کا
خواہش اور تنگ و دو نام ''جیون'' کا

پل میں ماشہ پل میں تولا، کبھی کیا کبھی کیا ہو
کسی بھی حال میں نہ چھوڑنا صبر ''دامن'' کا

اک خوفناک جنگ ہے دنیا میں جاری
تم ان لرزاں ہاتھوں میں بھی تھامیں رکھنا پرچم ''امن'' کا

یدگل اور ید ہرے بھرے گلزار سدا بہار نہیں
پھر پھول مرجھائے گا اک دن ''گلشن'' کا

سرمایہ و احباب حد کہ سایہ بھی ساتھ نہ ہوگا
عمل کابدلہ ملیگا حساب ہوگا چال ''چلن'' کا

تن ہی نہیں من کو بھی خوش نما رکھو
پھر ہر حل ملیگا تجھے اپنی ''الجھن'' کا

جو فساد کی جڑیں ہیں انہیں کاٹ دو
نہ زر سے لگاؤ نہ زمین کی طلب، نہ عشق ''زن'' کا

اے خدا یہ دعا ہے ہمت وطاقت کر مجھے عطا
ڈٹ کے مقابلہ کروں میں دین کے ہر ''دشمن'' کا

خوف خدا نہ ہو دل میں اور کام کریں انسانیت کا
ارے، انسان تو ہیں ہی وہی، خدا ہو ''جن'' کا

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

حافظ شبیر احمد جمالی، نواب شاہ

قسط:۲(آخری)

گھوڑے کے گوشت کی حرمت وممانعت کی

روایات کا تحقیقی جائزہ

گذشتہ زیر بحث روایت سے گھوڑے کے گوشت کی حرمت کشید کرنیوالوں کو کہا جائے گا کہ پھر تمہارے اصول کے اعتبار سے تو گائے کا گوشت بھی حرام ہوگا، اس لئے کہ وہ بھی تو محض کھیتی باڑی کیلئے پیدا کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس روایت سے گھوڑے کے گوشت کی حرمت وممانعت کشید کرنے کا فہم ہی باطل ہے۔ کما واضح

تنبیہ ثانی:

بعض لوگ مذکورہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۸ کے تحت کہتے ہیں کہ گھوڑا حرام ہے اس لئے کہ اس کا ذکر گدھے کے ساتھ آیا ہے۔

انہیں یہی کہا جائے گا کہ کیا یہ اصول قرآن، سنت اور اجماع سے لیا گیا ہے کہ جس کا ذکر جس کے کیساتھ ہوگا اس پر حکم بھی اس جیسے ہی لاگو ہونگا؟

اگر نہیں -تو پھر ایسے جعل ساز اصول کی ترویج کی کیا ضرورت ہے؟

اگر ہاں-تو پھر رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الا وان الخیل والفخر فی اصحاب الخیل والابل.

مسند الشامیین ۱/۴۳۵، مؤسسہ الرسالہ، اصلہ فی البخاری، ح:۳۴۹۹، دارالسلام)

مذکورہ حدیث کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں، آپ کو اس میں گھوڑے اور اونٹ کا ذکر ساتھ ملے گا، تو کیا مانع ہے کہ علت وحرمت میں گھوڑے پر اونٹ کے حکم لاگو کئے جائیں!!!!

دوسری روایت:

قال الطبری، حدثنی یعقوب، قال حدثنا ابن علی، قال حدثنا ھشام الدستوائی، قال ثنا یحی بن ابی کثیر عن مولی نافع بن علقمة ان ابن عباس کان یکرہ لحوم الخیل والبغال والحمیر....الخ (تفسیر طبری ۸/۱۰۵، دارابن حزم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت کو مکروہ (یعنی ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔

جائزہ: یہ روایت ضعیف ہے۔

یحیی بن ابی کثیر نافع بن علقمہ سے یہ روایت "عن" کیساتھ نقل کررہے ہیں، اور وہ مدلس ہیں، دیکھئے: زیر بحث مضمون کی پہلی مرفوع روایت کی دوسری سند؟؟؟ اور جبکہ یہ اصول عام ہے کہ مدلس کی معنعنہ روایت مردود ہے لہذا یہ روایت بھی مردود ہی ثابت ہوئی۔

تیسری روایت:

قال الطبری، حدثنا ابن وکیع قال ثنا ابی عن ابن ابی لیلی عن المنھال عن سعید عن ابن عباس انہ سئل عن لحوم الخیل فکرھھا...الخ

(تفسیر طبری ۸/۱۰۵، دارابن حزم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے گھوڑے کے گوشت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اسے مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) قرار دیا۔

جائزہ: یہ روایت بھی ابن ابی لیلی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ فن حدیث کے علماء وائمہ کے ہاں "ابن ابی لیلی" ضعیف ہی ں

PDF Compressor Free Version

ابن ابی لیلی سے مراد محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی ہیں۔

◎امام احمد بن محمد حنبل الشیبانی (المتوفی ۲۴۱ھ) نے فرمایا: لا یحتج بحدیثه. (سنن ترمذی تحت الحدیث ۱۵۱۷ ودار السلام وسندہ صحیح) اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔

◎امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (المتوفی ۳۰۳ھ) نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے:

لیس بالقوی فی الحدیث سیئ الحفظ. (الضعفاء والمتروکون ص: ۹۲، دار الوعی / السنن الکبری للنسائی ۹/ ۱۹۰ الرسالۃ العالمیہ) وہ حدیث میں قوی نہیں (بلکہ) کمزور حافظے کے مالک تھے۔

◎امام محمد بن حبان البستی (المتوفی ۳۵۴ھ) نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے:

کان ردی الحفظ کثیر الوهم فاحش الغلط یروی الشیء علی التوهم... فاستحق الترک. (المجروحین ۲/ ۲۴۳ دار الوعی)

وہ ردی (یعنی کمزور تر) حافظے والا تھا، کثرت سے وہم کا شکار بنتا تھا، بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا تھا (اکثر) چیزیں وہم کی بنیاد پر بیان کرتا تھا، وہ اس کا مستحق ہے کہ اسے ترک کیا جائے۔

◎امام شعبہ بن حجاج العتکی (المتوفی ۱۶۰ھ) نے فرمایا: ما رأیت احدا اسوأ حفظا من ابی لیلی. (الجرح والتعدیل ۱/ ۱۵۰ دار الکتب العلمیہ وسندہ صحیح) میں نے ابن ابی لیلی سے زیادہ برے حافظے والا کوئی نہیں دیکھا۔

◎زائدہ بن قدامہ (المتوفی ۱۶۰ھ) کے متعلق "احمد بن یونس" بیان کرتے ہیں کہ: کان زائدة لا یروی عن ابن ابی لیلی، وکان قد ترک حدیثه. (الجرح والتعدیل ۷/ ۱۳۱ دار الکتب العلمیہ وسندہ صحیح) زائدہ (بن قدامہ) ابن ابی لیلی سے روایت نہیں کرتے تھے (بلکہ) انہوں نے تو اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا۔

◎امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں: ولا یحتج به. (الجرح والتعدیل ۷/ ۱۳۱ دار الکتب العلمیہ)

◎امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی (المتوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں: ومحمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی وان کان فی الفقه کبیرا فهو ضعیف فی الروایة لسوء حفظه و کثرة خطئه فی الاسانید والمتون ومخالفته الحفاظ فیها. (السنن الکبری ۵/ ۷۰۵، دار الحدیث) اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی اگرچہ فقاہت میں بڑے ہیں (لیکن پھر بھی) وہ کمزور حافظے، اسانید ومتون میں زیادہ غلطیاں کرنے اور حفاظ حدیث کی مخالفت کی وجہ سے حدیث میں ضعیف ہیں۔

◎علامہ ابن القطان الفاسی (المتوفی ۶۲۸ھ) کسی روایت کی علت ضعف بتلاتے لکھتے ہیں: فعلة هذا الخبر ضعف محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی بیان الوهم والایهام. (۳/ ۴۹۰ دار طیبہ) اس روایت (کے ضعف ہونے) کی وجہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی کا ضعف ہے۔

◎امام ابن شاہین (المتوفی ۳۸۵ھ) نے ضعاء میں شمار کیا ہے۔ (تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین ص: ۱۶۹، مکتبہ شاملہ)

◎امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) کسی روایت کے زیر تحقیق لکھتے ہیں: واما حدیث المغیرة ففیه ابن ابی لیلی وقد ضعفوه. (التحقیق ۱/ ۴۳۷) اور جو مغیرہ کی حدیث ہے اس میں ابن ابی لیلی ہے جس کو (جمہور) محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

◎علامہ بوصیری فرماتے ہیں: ضعفه الجمهور. (مصباح الزجاجۃ ۱/ ۱۰۶، دار العربیہ) جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

◎علامہ ابن ملقن (المتوفی ۸۰۴ھ) فرماتے ہیں: وهو ضعیف. (البدر المنیر ۷/ ۱۹۲، دار الہجرۃ) اور وہ ضعیف ہے۔

◎علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (المتوفی ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں: وهو سیئ الحفظ لا یحتج به. (مجمع الزوائد ۱/ ۲۲۵، دار الفکر) وہ برے حافظے والا تھا اس (کی روایت) کیساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی۔

(بقیہ صفحہ: 33)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

از کی اختر حافظ محمد احمد یمن مشیاری

دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

10 دسمبر 2014ء سوبرسندھی اخبار میں نادیہ گبول صاحبہ کا کالم بنام جمعۃ الوداع جو خلبو: انسانی حقن جو عالمی منشور، انسانی حقوق کا عالمی دن کے حوالے سے شایع ہوا جس میں انہوں نے مغربی نظریات اور انسانی حقوق پر اہل مغرب کے عملی طریقے کار کی نفی کی ہے اور خطبہ جمعۃ الوداع میں آپ ﷺ کے ارشادات کا ذکر کیا ہے کہ اسلام ہی انسان کو صحیح اور مکمل حقوق دیتا ہے اور کوئی مذہب نہیں۔ سو یہ تو واقعی حقیقت ہے کہ غیر مسلم بھی جب اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔

نادیہ گبول کا کہنا ہے کہ:

آج ۱۰ دسمبر کا دن انسانی حقوق کے حوالے سے منایا جاتا ہے اس دن دنیا کے چھوٹے بڑے شہروں میں ریلیاں نکالی جاتی ہیں، اور بڑے ہوٹلوں میں سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں جن میں انسانی حقوق کی پاسداری کا درس اور پیغام دیا جاتا ہے۔

واقعی بجا فرمایا موصوفہ نے کہ اس دن درس اور پیغام دیا جاتا ہے تو یہ درس اور پیغام بس ان سیمیناروں تک محدود ہے، اپنی شہرت کیلئے ان سیمیناروں میں وہ لوگ شریک ہوتے ہیں جنہیں انسانی اور اخلاقی حقوق اور حدود کی کوئی خبر نہیں ہوتی، ان کی عملی زندگی میں یہ دکھائی نہیں دیتا وہ بھی بڑے دعویدار نظر آئیں گے ان سیمیناروں میں، اپنی تقریروں میں جیسے پوری قوم کا درد انہیں کے سینے میں ہیں، پر یہ درس بس ان چند لمحوں کیلئے ہوتا ہے، جیسے ہی بڑے ہوٹلوں سے باہر نکلے تو یاد بھی نہیں ہوگا کہ تھوڑی دیر پہلے ہم کیا کہہ رہے تھے۔

موصوفہ نے خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دیا ہے۔

اے انسانو! جان لو کہ تمہارا رب ایک ہے او بیشک تمہارا باپ (آدم) ایک ہے بس کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر، کوئی فوقیت حاصل ہے، سوائے تقویٰ کے۔ (طبرانی المعجم الاوسط)

بلاشک یہ فرمان صحیح ہے مگر یہ فرمان یہ باتیں یہ احکام صرف ان مخصوص دنوں میں یاد کیوں آتے ہیں؟ اپنے مفاد کی خاطر ان کا ذکر کیوں؟ خود نے ان پر کب عمل کیا ہے؟ صرف اسی دن مغرب کے طرز زندگی کی نفی کرنی ہے؟ آپ اور دنوں میں کہاں جاتے ہیں؟ مغرب کی سب سے بڑی تقلید تو یہ ہے کہ خواتین بے پردہ ننگے سر مردوں کے شانہ بشانہ رہتی ہیں کیا یہ بھی اسلام نے بتایا ہے؟ کیا تقویٰ اسی کو کہتے ہیں؟ آپ خواتین کو تو اس کا حکم نہیں دیا گیا کہ آپ چہار دیواری کی حدود کو ترک کر کے باہر نکل آئیں، اور دیگر خواتین کو بھی اس فتنے میں مبتلا ہونے کی دعوت دیں، کیا اسلامی حقوق یہی ہیں؟

اسی اخبار کے رنگین صفحہ پہ موصوفہ ایک تصویر میں مردوں کے بالکل ساتھ ساتھ کھڑی ہیں۔ خیر یہ کام تو چلتے ہی رہتے ہیں اخبار میں پڑھنے والے اچھے بھلے لوگ بھی ان مناظر کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ اب غیرت ایمانی جوش میں نہیں آتی بلکہ ان عورتوں کی دیکھا دیکھی آج کی نوجوان لڑکیاں کہتی ہیں کہ ہمیں بھی ان کے ساتھ اسی طرح ٹھاٹ باٹھ کے ساتھ ہونا چاہئے تھا، یہ فتنہ نہیں تو اور کیا ہے؟

لیکن ان باتوں سے آپ کو کیا سروکار آپ نے تو بس عورت کو گھر سے باہر نکال کر ہی دم لینا ہے۔

ارے انسانی حقوق کے علمبردارو! مجھے بتاؤ کہ آپ کے ہاں ان حقوق کی کون سی پاسداری کی جاتی ہے۔ میرے وطن عزیز کے کتنے ہی بے بس اور لاچار بندے بے گناہ مارے جا رہے ہیں کتنے ہی لوگ

PDF Compressor Free Version

انصاف کے انتظار میں سالہاسال سے افسران کی حاضری دیتے پھر رہے ہیں، مگر انہیں انصاف نہیں ملا، ان کے پاس اتنا زر نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ افسران کا پیٹ اور ان کی جیب بھر سکیں، یعنی یہاں حقوق ملتے نہیں بلکہ بکتے ہیں، کتنے ہی معصوم بچے ماں باپ کے لختِ جگر، پیاری اور معصوم بیٹیاں اغواء کی جاتی ہیں، ان کے ماں باپ اور عزیزوں کا دن کا چین رات کا سکون چھین لیا جاتا ہے، ان کے آنکھیں خون کے آنسوں روتی رہتی ہیں، کیا یہ خبریں آپ تک نہیں پہنچتیں، جب یہ لوگ مدد کیلئے کسی اعلیٰ افسر کے پاس جاتے ہیں تو لاکھوں، کروڑوں کی صورت میں رشوت مانگی جاتی ہے، ذرا انہیں بھی تو سکھائیں کہ انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں۔

آپ کا یہ لکھنا کہ اے انسانو جان لو کہ تمہارا رب ایک ہے! اس پر سرکاری عہدیدار اور افسران کتنا عمل کر رہے ہیں؟ وہ تو عہدہ ملتے ہی کسی نہ کسی مزار پر چادر چڑھانے پہنچ جاتے ہیں۔

میں اس مضمون کے ذریعے محترمہ نادیہ عنول صاحبہ کو التماس کرتی ہوں کہ اگر آپ یہ سب اسلام کے نام پر کر رہی ہیں جیسا کہ آپ کے آرٹیکل سے ظاہر ہو رہا ہے تو سن لیجئے! میرے دین اسلام کو ایسے طریقوں کی، ان سیمیناروں کی اور صرف ایک دن مغرب کی نفی کرنے اور پھر ہر لمحہ اس کی تقلید میں جُت جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اسلام کے نام پر عورت کو آزادی دینے کی بات کرنا، تو کب اسلام نے عورت کو یہ آزادی دی ہے، اسلام نے کہاں کہا ہے کہ عورت مرد کی پابند نہیں ہے، وہ ہر معاملے میں آزاد ہے، ہاں ایسا ہے کہ جہاں حقوق اللہ فرائض اسلام اور دین کا معاملہ ہے تو پھر وہ کسی کی بھی پابند نہیں۔ حتی کہ والدین اور شوہر بھی اگر اسے کسی دینی فریضے یا احکام الٰہی کے ادا کرنے سے روکیں گے تو وہ ان کا کہا ماننے کی پابند نہیں ہے۔ اور اگر شوہر بیوی کو دین اسلام پہ عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا ہے اور بیوی نہیں مانتی تب عورت سرکش اور نافرمان کے زمرے میں آئے گی۔

اور آپ نے لکھا ہے کہ ہم جمہوریت اور اسلام کو ساتھ ساتھ لیکر چلیں گے۔

اے اسلام کے دعویدارو! ذرا یہ تو بتاؤ کہ کون سا اسلام ہے جو جمہوریت کا لازم قرار دیتا ہے؟

جب پاکستان بنا تب تو صرف یہ نعرہ لگایا گیا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ۔

جو اس نعرہ کا مطلب جانتے ہیں وہ جانتے ہیں، جو نہیں جانتے تو اسلام کے جھوٹے دعویدار ہی نہیں جانتے۔

جانتے ہوتے تو درگاہوں پہ چادریں چڑھاتے، نہ پیروں کی چوکھٹ تھامتے۔ نہ دینی مدارس کو اجاڑنے، شہید کرنے والوں کی پیٹھ ٹھوکتے۔ کیا کبھی دہشت گردوں نے سینما ہالوں، نائٹ کلبوں، جوا کے اڈوں، شراب خانوں پر حملہ کیا۔ کیوں نہیں کیا؟

اب کا حال تو کچھ یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند ارشادات بیان کر کے سمجھ لیا کہ ہم اسلام کے محافظ ہیں۔

اگر آپ واقعتاً اسلام کے علمبردار ہوتے تو آج پاکستان کی عوام یوں راہ چلتی ماری نہ جاتی۔ اور نہ ہی بیگانی ہوتی۔ اور نہ ہی ماؤں کے جگر گوشے اپنی ہی گلیوں سے اغواء ہو کر ہوس کا نشانہ بن کر لاشوں کی صورت میں ملتے۔ اور نہ ہی جوان بیٹیاں، بیٹے، بھائی لاپتہ ہوتے۔ اور نہ ہی بھوک اور پیاس سے مجبور ہو کر در در کی ٹھوکریں کھاتے۔ اور نہ بیروزگاری اور مہنگائی سے تنگ آ کر خودکشی کرتے، کس کس درد کو روئیں یہاں تو کسی بھی درد کا کوئی مداوا نہیں۔ یہاں تو صرف ایک ہی طریقہ رائج ہے کہ اپنے مفاد کیلئے سارے قانون بدل دیئے جائیں، ترمیمیں کر دی جائیں، لیکن جس میں عوام کا بھلا ہو ایسا کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے۔

ملک اور عوام کی بھلائی چاہنے والو صرف ایک فارمولے پر عمل کرو تو کسی بھی کام میں ناکامی نہیں ہوگی، سب بگڑے کام سنور جائیں گے وہ فارمولا ہے: کلمہ توحید و رسالت: اشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ کا نفاذ

اللہ کی قسم! اس کو نافذ کرنے کے بعد کسی اور سہارے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ پاکستان کو اس کے حکمرانوں کو اور اس کی عوام کو راہِ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

ادارہ

اخبار الجمعیۃ

جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ کراچی

ماہ دسمبر 2014ء کے آخری ہفتہ میں فضیلۃ الشیخ عبدالقیوم کھٹی بدین (شاگرد رشید ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں) کا کراچی آنا ہوا، انتظامیہ جامع مسجد اہل حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نیاباد لیاری کراچی نے دروس کا اہتمام کیا۔

شیخ صاحب نے مندرجہ ذیل عنوانات پر درس دیئے:

۱۔نماز میں خشوع وخضوع ضروری کیوں؟

۲۔تکبر کو سمجھنے کی چار اہم باتیں

۳۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شخصیت

۴۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ توحید

(حافظ عبدالوہاب، جامع مسجد ابوھریرہ کراچی)

7 جنوری 2015ء بروز بدھ ۷۰ افراد پر مشتمل وفد عمرہ کی ادائیگی کیلئے فضیلۃ الشیخ محمد ابراھیم بھٹی حفظہ اللہ کی زیر قیادت سعودی عرب روانہ ہوا، ۱۵ دنوں میں وفد کی واپسی ہوگی۔ان شاء اللہ۔

7 جنوری 2015ء بروز بدھ المعہد السلفی میں سال کے پہلے چھے ماہ کے سالانہ امتحان (الفترۃ الاولیٰ) کا آغاز ہوگیا۔

13 جنوری 2015ء بروز منگل بعد نماز مغرب ذوالفقار علی طاہر نے نئی تعمیر شدہ جامع مسجد ابوہریرہ اہل حدیث گوٹھ یعقوب آباد دھابیجی ٹھٹہ میں "اصلاح معاشرہ" کے موضوع درس دیا، مسجد ہذا کے خطیب مولانا یسین عفیف بھی ہمراہ تھے۔ درس میں جمعیت سجاول کے امیر محترم حفیظ الرحمن میمن اور ان کے چچا محترم عبدالرزاق نے خصوصی شرکت کی۔

15 جنوری 2015ء بروز جمعرات المعہد السلفی کی ششماہی تعطیلات کے موقع پر اساتذہ وطلبہ کی مختصر تقریب ہوئی شیخ محمد داؤد شاکر صاحب، نائب مدیر المعہد نے تعطیلات کا اعلان کیا کہ ۱۷ جنوری ۲۰۱۵ء تا ۳۰ جنوری ۲۰۱۵ء تعطیلات ہوں گی۔اس کے بعد حافظ محمد سلیم صاحب شیخ الحدیث المعہد السلفی نے طلبہ کو نصائح کیں۔

حافظ صاحب کا کہنا تھا کہ: دینی علم کا بھی پریکٹیکل ہوتا ہے اور وہ ہے حاصل کیئے ہوئے علم پر عمل کرنا، سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ علم، عمل کو پکارتا ہے اگر عمل آجائے تو ٹھیک ورنہ علم رخصت ہوجاتا ہے، صاحب مشکوۃ نے بھی مقدمہ مشکوۃ میں اسی طرح کی دعا کی ہے کہ علم ہمارے لئے وبال نہ بنے۔لہذا علم پر عمل ہو اور اخلاص کے ساتھ ہو، اخلاص میں پائیداری ہوتی ہے، امام نووی کی "الاربعین" کی مثال سامنے ہے کہ اول روز سے آج تک اس کی شروحات لکھی جارہی ہیں، یہ اخلاص کی دلیل ہے، لہذا عزیز طلبہ ابھی آپ کا سفر شروع ہوگا اس میں آپ نماز قصر کریں گے یہ بھی علم پر عمل ہے لہذا اوصیکم بتقوی اللہ والا کردار ادا کریں گاؤں میں مثالی بن کر رہیں اور اگر معہد میں کسی کے ساتھ ناراضگی ہوگئی ہو تو ختم کرکے جائیں۔

20 جنوری 2015ء بروز منگل شیخ محمد ابراھیم بھٹی حفظہ اللہ کی قیادت میں وفد عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وطن واپس پہنچ گیا۔

جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ خیرپور

2 جنوری 2015ء بروز جمعہ صبح ۱۱ بجے تا شام ۴ بجے گوٹھ کھڑاہ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی قاری عبدالوہاب سیال آبادی، مولانا یعقوب فیصل آبادی اور دیگر علماء کے خطابات ہوئے۔

(المرسل: ڈاکٹر امان اللہ پھل)

11 جنوری 2015ء بروز اتوار ۱۲ بجے دن جامع مسجد امیر حمزہ

PDF Compressor Free Version

اسٹیشن گمبٹ میں تحصیل گمبٹ کے اراکین کا اجلاس امیر ضلع ڈاکٹر امان اللہ پھل کے زیر صدارت ہوا، استاد اظہر الدین مہیسر نے بھی خصوصی شرکت کی، احباب کے مشورے سے فداحسین مہیسر 0306-3191818 کو تحصیل کا امیر اور سجاد سلفی 0303-3408696 کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

20 جنوری 2015ء بروز منگل جامع محمدی مسجد بھٹی محلہ میں دینی پروگرام منعقد ہوا، مولانا حاجی محمد اعظم لانڈر، پروفیسر بشیر احمد عسکری اور مولانا محمد داؤد شاکر کے خطابات ہوئے۔ (مرسل: مولانا محمد آصف)

	جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ گوٹھ راجو خانانی	

21 دسمبر 2014ء بروز اتوار بعد نماز مغرب توحید مسجد میں اور بعد نماز عشاء محمدی مسجد متصل مدرسہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ میں حافظ سید بلال ضیاء حفظہ اللہ فاضل المعہد السلفی نے درس دیا۔ (المرسل: حافظ آفتاب عالم سلفی)

	جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ شہداد پور	

25 دسمبر 2014ء بروز جمعرات گوٹھ ملدسی میں تبلیغی پروگرام ہوا مولانا زاہد کوریجو، مولانا عبدالجبار کھوکھر، مولانا عبدالکریم انٹر کے خطابات ہوئے۔ (المرسل: ادارہ تعلیم القرآن والحدیث، نیو سعید آباد)

	جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ ضلع نواب شاہ	

10 جنوری 2015ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب گوٹھ شاہ علی کیریونزد سکرنڈ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ حاجی بشیر مغل کے زیر صدارت منعقد ہوا، حافظ شبیر جمالی، مولانا محمد اعظم لانڈر، مولانا عبدالقیوم جلالانی، ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں کے خطابات ہوئے، اسٹیج سیکرٹری اللہ بخش سموں تھے۔ (المرسل: محمد ہاشم قمبرانی)

	جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ ضلع سانگھڑ	

22 جنوری 2015ء مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث میاں میں تبلیغی جلسہ بعد نماز مغرب شروع ہوا، آغاز میں مدرسہ کے طلبہ کی تقاریر ہوئیں، بعد از عشاء حافظ شبیر جمالی نے سورۂ کہف سے ملنے والے اسباق پر خطاب کیا، آخری خطاب پروفیسر محمد جمن کنبھر صاحب کا ہوا۔

23 جنوری 2015ء حافظ نور اللہ متعلم المعہد السلفی درجہ خامسہ نے گوٹھ حاکم مری میں خطبہ جمعہ دیا۔ (مرسل: وطن نیوز سروس)

	جمعیت اہل حدیث سندھ حلقہ تھرپارکر و بدین	

شیخ محمد داؤد شاکر صاحب نے ضلع تھرپارکر اور بدین کا تین روزہ دورہ کیا، دورہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

17 جنوری 2015ء گوٹھ گوگا سر جونیجا میں درس دیا۔

18 جنوری 2015ء گوٹھ موکھار جونیجا، جامع مسجد مٹھی شہر، ڈونٹھار میں دروس ہوئے۔

19 جنوری 2015ء کو شیخ محمد داؤد شاکر صاحب نے مندرجہ ذیل مدارس کے طلبہ کے ٹیسٹ لئے، جامع عمر فاروق گاہ خرچ، جامع ضیاء القرآن کیٹر باڑو۔ جامع معہد القرآن شادی لارج (مرسل: محب الرحمن بھٹی)

18 جنوری 2015ء بروز سوموار بعد مغرب تا عشاء ڈیپلو شہر کی مسجد و مدرسہ میں تبلیغی و اصلاحی پروگرام منعقد ہوا۔

تلاوت حافظ عبدالتواب، تلاوت کے بعد شیخ محمد داؤد شاکر صاحب نے "اسلام کے محاسن" کے عنوان پر مفصل و مدلل خطاب کیا جس میں انہوں نے مسلمانوں کو عمل کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کی کو بھی دین اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی، پروگرام حافظ محمد کھٹی کے زیر صدارت ہوا جو کہ جمعیت اہل حدیث سندھ کے ہمدرد اور محدث دیار سندھ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے قریبی و دیرینہ رفیق ہیں۔ (عبدالھادی جونیجو، مدرس مدرسہ ہذا)

	وفیات	

13 دسمبر 2014ء سرقربان بروہی ایچ ایس ٹی بوائز ہائی اسکول ٹھٹہ انتقال کر گئے، ان کی نماز جنازہ اگلے روز شاہجہان مسجد ٹھٹہ میں اہل حدیث عالم مولانا عبدالخالق کی اقتداء میں ادا کی گئی، یاد رہے کہ شاہجہان مسجد کے بریلوی امام نماز جنازہ پڑھانے کیلئے آگے بڑھے تھے لیکن مرحوم کے بھائی نے اسے روک دیا، سرقربان رحمہ اللہ راہ حق کے عنوان سے تحقیقی میسجز چلاتے تھے۔ (حفیظ الرحمن میمن سجاول)

31 دسمبر 2014ء بروز بدھ سامارو موری تحصیل سندھڑی کے

PDF Compressor Free Version

جماعتی غلام نبی شر انتقال کر گئے۔

7 جنوری 2015ء بروز بدھ ابوطلحہ مسجد کچا قلعہ حیدرآباد کے جماعتی المعروف "اباجی" انتقال کر گئے، ان کی نماز جنازہ مولانا محمد افضل محمدی ﷾ نے پڑھائی۔

اباجی کا اصل نام محمد رمضان تھا وہ ملنسار، ہر دلعزیز تھے وہ جب بھی گھر سے مسجد کی طرف نکلتے تو تبلیغ کرتے جاتے ان کی تبلیغ سے کئی لوگ نمازی بنے وہ سریلی آواز سے اذان دیتے تھے انہوں نے کئی سال دی ان کے بیٹے کا نام محمد عرفان ہے۔ (شیخ حافظ عبدالکریم اثری ﷾)

8 جنوری 2015ء بروز جمعرات سکریاری دیہہ ۳۰۰ کے جماعتی حاجی ذوالفقار کے چھوٹے بھائی شہباز انتقال کر گئے۔ (المرسل: ماسٹر محمد بوٹا سکریاری)

8 جنوری 2015ء بروز جمعرات مسجد اہل حدیث بنجھورو ضلع سانگھڑ کے ناظم عبداللطیف طور انتقال کر گئے ان کی نماز جنازہ اگلے دن بعد نماز جمعہ شیخ محمد افضل سردار مدرس دارالحدیث رحمانیہ کراچی نے پڑھائی اور اسی دن شیخ محمد داؤد شاکر نے ان کے لواحقین سے کراچی سے بنجھورو جا کر تعزیت کی۔

9 جنوری 2015ء بروز جمعہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے جماعتی عبدالرشید انتقال کر گئے۔ (قاری عبدالغنی شر)

10 جنوری 2015ء بروز ہفتہ شیخ محمد اصغر محمدی مدرس المعہد السلفی کراچی کے نانا سسر انتقال کر گئے۔

13 جنوری 2015ء بروز منگل فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرحمن چیمہ صاحب ﷾ کی اہلیہ لودھراں پنجاب میں انتقال کر گئیں، ان کی نماز جنازہ ۸ بجے شب اسپتال گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ رابطہ: 300-6848525

14 جنوری 2015ء بروز بدھ مولانا زاہد الٰہی ظہیر امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث کوٹ غلام فاضل المعہد السلفی کے والد بٹڈو جان محمد میں انتقال کر گئے ان کی نماز جنازہ مولانا زاہد نے پڑھائی۔

(المرسل: ماسٹر محمد بوٹا سکریاری)

23 جنوری 2015ء بمطابق ۲ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ بروز جمعہ خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز ۹۱ برس کی عمر پا کر وفات پا گئے۔۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خادم الحرمین الشریفین سید شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز ﷾ نے اپنے دورِ حکمرانی میں عقیدۂ توحید کیلئے بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں، آپ ﷾ کی ان گراں قدر خدمات میں سے ایک عظیم ترین خدمت حرم مکی کی توسیع ہے، آپ ﷾ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ یہ توسیع میں اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتا ہوں، اللہ رب العزت نے کافی حد تک آپ ﷾ کی یہ خواہش پوری کر دی۔

جمعیت اہل حدیث سندھ اور ادارہ "ماہنامہ دعوت اہل حدیث" آپ ﷾ کے سانحہ ارتحال پر دعا گو ہے کہ رب کریم آپ کی تمام حسنات کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ۔

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

ادارہ

مراسلے و مکاتیب

قارئین کرام! ''مراسلے و مکاتیب'' ماہنامہ دعوت اہل حدیث کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس میں آپ احباب کی آراء وافکار، شایع شدہ مضامین پر آپ کے تبصرے، مضامین نگار احباب کی حوصلہ افزائی پر مبنی آپ کے مراسلے، ادارہ کو مشورے، شایع کئے جاتے ہیں، لہذا ادارہ ماہنامہ ''دعوت اہل حدیث'' آپ کے مشوروں/مراسلوں کا منتظر ہے۔

◎ مٹیاری سے محترمہ ازکیٰ اخت حافظ محمد احمد کا مراسلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب محترم ومکرم ذوالفقار طاہر صاحب

میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ نے میرے مضامین کو قابل اشاعت سمجھ کر اپنے رسالے میں جگہ دی، بیشک یہ رسالہ انتہائی بہترین رسالہ ہے آپ ۰ کے اداریے بیحد اچھے اور معلومات سے پر ہوتے ہیں، اللہ پاک آپ کے علم، رزق میں برکت اور آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ آمین

شیخ ابراہیم بھٹی ﷾ صاحب کا انٹرویو اچھا لگا اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھا جائے اور علمائے اہل حدیث کے انٹرویو شایع کئے جائیں، مزید گزارش یہ ہے کہ اصلاح خواتین کیلئے ہر ماہ ایک مضمون شایع کیا جائے جس میں امہات المؤمنین، صحابیات اور صالح خواتین کی زندگی اور ان کے شب و روز کے حالات کو واضح کیا جائے تاکہ آج کی عورت میں بھی یہ شوق اور جذبہ دین پیدا ہو۔ والسلام علیکم

◎ چوٹیاری ضلع سانگھڑ سے مولانا محمد افضل کیریو، فاضل المعہد السلفی کا کہنا ہے کہ ماہ جنوری کا ماہنامہ دعوت اہل حدیث موصول ہوا، محترم فضیلۃ الشیخ محمد ابراہیم بھٹی ﷾ کے انٹرویو کا کیا کہنا، ماشاء اللہ علماء کرام کے اس طرح کے انٹرویوز وقتاً فوقتاً ماہنامہ دعوت اہل حدیث میں شایع ہوتے رہنے چاہئیں، اور اس انٹرویو کے حوالے سے مبارکباد کے اصل مستحق تو مولانا محمد آصف فاروق امام وخطیب رحمانیہ مسجد لوہار محلہ سوکھا تالاب قمبر ہیں جنہوں نے فضیلۃ الشیخ محمد ابراہیم بھٹی ﷾ کا انٹرویو کیا۔

محدث دیارِ سندھ کا حافظہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے محدث دیارِ سندھ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی ﷾ کو زبردست قوتِ حافظہ سے نوازا تھا انہوں نے تین ماہ کے قلیل عرصے میں قرآن مجید مکمل حفظ کیا، اس دوران ان کے دیگر تبلیغی وذاتی اعمال ومشاغل بھی پہلے کی طرح جاری رہے، وہ خود فرماتے ہیں کہ:

میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں حافظ ہوں (یعنی جسے محدثین حافظ کہتے تھے) لیکن اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانی ہے کہ زندگی کے اکثر مسائل کے بابت احادیث بمعہ حوالہ کتب معلوم ہیں۔ ان کے حافظے کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تفسیر یا کوئی دوسری کتاب لکھواتے وقت کہتے تھے کہ فلاں کتاب لاؤ اور اس کا فلاں صفحہ کھولو غرض زمانہ جوانی کی پڑھی ہوئی کتب کے حوالے بھی بمعہ صفحہ وجلد انہیں یاد ہوتے تھے۔ (سوانح حیات شیخ العرب والعجم نمبر، صفحہ: ۵۴)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

مدح سرا: تلمیذ الشیخ عبدالکریم الاثری
مدرس: المعہد السلفی للتعلیم والتربیہ کراچی

نظم در مدح الاستاذ الشیخ رفیق الاثری حفظہ اللہ

شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ جلالپور پیروالا ضلع ملتان

ہمہ صفت موصوف میرے شیخ رفیق
لاریب کہ اسم بامسمی میرے شیخ رفیق

پرنور و زہرہ جبیں، گماں ہو جیسے نگیں
نمونۂ سلف و عالی ظرف، زکی و تقی و لئیق

محفل ان کی پُر بہار و گل افشانی افکار
بذلہ سنجی قابل دید، سب کے مربی و شفیق

خوگر قناعت و سگیبائی بے مثل خوبی و زیبائی
خصلت دل پذیر ان کی، قول و عمل میں تطبیق

حامل صدق و صفا و پیکر اخلاص و وفا
لطف سخن دل ربا، عذوبت لسان و خلیق

پیرائے سخن ہمہ جہت، صاحب طرز کلام
خوش نہاد و خوش خصال، شخصیت دستعلیق

رونق درس و تدریس، قائد ادب و تاریخ
بلند پایہ خطیب، صاحب تصنیف و تحقیق

طرب فزا نطق و نوا، علم کے کوہ گراں
نکتہ شناس و نکتہ داں، فکر و نظر عمیق

بارِیک بین و نکتہ طراز و رمز آشنا عالم
محدثِ وقت، فہم و فراست لاجواب و دقیق

علمی نقش آرائیاں پُر مغز و شگفتہ و متین
اسرار و معارف کے مسلم گوہر و عقیق

عزیمت کے ہیں قصر فلک بوس و جبل
لائق صد تحسین و آفرین ان کا طریق

ڈھل جائیں ان کے قالب میں ہم بھی اثری
یہی ہے دعا بس ملے ہم کو توفیق

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

عطا محمد جنجوعہ سرگودھا

عیسائیوں کو دعوتِ فکر

عیسائی مذہب دو اصولوں پر قائم ہے ① تثلیث ② کفارہ، عقیدہ تثلیث کا مطلب ہے کہ اس دنیا کے تین الٰہ ہیں ① آسمانی والد ② روح یعنی جبریل ③ عیسیٰ اور کفارہ کے عقیدہ کا مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر جان دے کر آدم وحوا کے اس گناہ کا جو آدم سے کفارہ ادا کر دیا جن کا انہوں نے اپنے رب کی بات نہ مان کر ارتکاب کیا تھا یعنی عیسائی اب جو چاہیں کریں اللہ کے ہاں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں کیونکہ ان کے ہر گناہ کا کفارہ ادا ہو چکا ہے۔

غور طلب پہلو۔

عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور اس کا بیٹا مانتے ہیں پھر اسی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ اللہ نے صلیب پر جان دے کر بنی آدم سے کفارہ ادا کر دیا حالانکہ کفارہ سے عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کا رد ہوتا ہے۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام خدائی اختیارات کا حامل ہو کر پھانسی پر لٹک کر اتنا بے بس ولاچار ہو گیا پھر تین دن قبر میں لیٹا رہا اور آسمانی خدا (نعوذ باللہ) اپنے سامنے اپنے بیٹے کو سولی پر چڑھتے دیکھتا رہا لیکن اس کو بچا نہ سکا، عقیدہ کفارہ سے الٰہوں کی شان ظاہر ہوتی ہے یا توہین؟ عقیدہ تثلیث کی تائید ہوتی ہے یا رد؟

عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہزاروں سال کائنات کا نظام آسمانی الٰہ، اللہ ذوالجلال اکیلا چلاتا رہا۔ اسے تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی تمام انبیاء کرام اس ایک اللہ کی عبادت کا درس دیتے رہے۔ اللہ کو دوسرے الٰہوں کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ تین الٰہوں کو مان کر پہلے انبیاء کرام کے عقیدہ توحید کی تعلیم کی تکذیب نہیں ہوتی؟

آسمانی الٰہ کے علاوہ آپ کے دوسرے الٰہ محدود مدت کیلئے دنیا میں آئے خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کفارہ ادا کر کے اپنے ماننے والوں کو آزادی کی نیلی پری دے کر چلے گئے کہ اب جو چاہو کرو کوئی تم سے پوچھنے والا نہیں پہلے الہامی مذہب کی تائید ہوئی یا نئے عوامی مذہب کی دعوت ہوئی؟

تاریخ عالم گواہ ہے کہ کفارہ کے عقیدہ نے صلیبیوں کو خونخوار درندہ بنا دیا ہے، صلیبیوں نے جاپان پر ایٹم بم برسا کر ہزاروں افراد کو ہلاک کیا لاکھوں کو اپاہج کر دیا، ویت نام میں بمباری کے دوران ہزاروں انسان لقمہ اجل بن گئے۔ امریکہ میں نائن الیون کا حادثہ صیہونی سازش سے ہوا۔ اس واقعہ میں کوئی ایک افغانی ملوث نہ تھا لیکن صلیبی افواج نے افغانستان پر چڑھائی کر دی کارپٹ بمباری سے ہزاروں انسان زمین میں دھنس گئے۔ اسی طرح القاعدہ کی تلاش میں عراق پر فاسفورس بم برسا کر لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو جلا کر بھسم کر دیا گیا۔ عقیدہ کفارہ کی رو سے صلیبیوں کے انسانیت سوز جرائم آخرت کے دن معاف ہو جائیں گے، عدل وانصاف کے معیار کے منافی نہیں؟

ذرا سوچو تو سہی خدانخواستہ کسی کے بیٹے کو کوئی ناحق قتل کر دے یا رات کی تاریکی میں نقب زنی کر کے اثاثہ سے محروم کر دے یا دن دیہاڑے اسلحہ کے زور پر اس کے اہل خانہ کی عزت وحرمت کو پامال کر دے تو اس کے دل پر کیا بیتے گی؟

مقدمہ کی تفتیش کے دوران اس کو پتہ چل جائے کہ ملزم کا تعلق عیسائی مذہب سے ہے کیا وہ اسے معاف کر دے گا؟ یا عدالتی کاروائی جاری رکھ کر مجرم کو سزا دلوائے گا؟ اگر قیامت تک آنے والے عیسائیوں

PDF Compressor Free Version

کے جرم کا کفارہ ہو چکا ہے تو صلیبی ممالک میں عیسائی ایک دوسرے کے خلاف مقدمات کی پیروی کیوں کرتے ہیں؟

خالق کائنات نے کوئی چیز بیکار تخلیق نہیں کی ہر چیز میں فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی۔ تاہم اللہ ذوالجلال نے ان چیزوں کا کھانا پینا اور استعمال کرنا حرام قرار دیا ہے جن اشیاء کے استعمال سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً خنزیر ایک دوسرے کے روبرو باری باری مادہ سے فعل سرزد کرتے ہیں فطرتاً وہی اثرات اس کا گوشت کھانے والوں میں سرایت کرتے ہیں اللہ سبحانہ نے اسی لئے خنزیر کو حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ عیسائی خنزیر کا گوشت شوق سے کھاتے ہیں، اسی لئے مغربی معاشرہ میں حیا نام کی کوئی چیز نہیں وہاں ایک لڑکی کے بیک وقت کئی بوائے فرینڈ ہوتے ہیں جن سے وہ میل جول رکھتی ہے سب ایک دوسرے سے باخبر ہوتے ہیں، اس کے خویش اقارب اس کو معیوب نہیں سمجھتے۔ انسانی معاشرہ میں آزادی کے نام پر پاکیزگی کی طرف پیش رفت ہے یا شرم وحیا کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے؟

سائنس وٹکنالوجی کے شعبہ میں ترقی کرنے والے اہل مغرب کو دعوت فکر ہے کہ وہ خنزیر کے گوشت کے متعلق ریسرچ کیوں نہیں کرتے آیا وہ انسانی صحت وعفت کیلئے مضر ہے یا مفید؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کی راہ نمائی کیلئے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور عبادت ومعاملات میں حلت وحرمت کے احکام اور جرائم کے سد باب کیلئے بعض انبیاء کرام پر کتب وصحائف نازل کئے عیسائی قوم رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کچھ عرصہ تک عیسوی تعلیم پر کاربند رہی پھر رفتہ رفتہ حلت وحرمت کے احکام کو عوامی مرضی کے تابع کرنے کیلئے الہامی کتب میں تحریف کرتی رہی یہاں تک کہ نوبت بایں جارسید کہ عصر حاضر میں حلت وحرمت کے احکام کا فیصلہ چرچ کے ارکان کثرت رائے سے جاری کرتے ہیں۔

"سٹاک ھوم (اے پی پی) چرچ آف سویڈن نے ہم جنس پرستی کی شادیوں کو جائز قرار دیا ہے گذشتہ روز چرچ آف سویڈن کے بورڈ کے اجلاس میں ہم جنس پرستی کی شادی کی اجازت دینے کیلئے ایک قرارداد پر رائے شماری کی گئی جس کے حق میں 262 کے مقابلے میں 176 ووٹ آئے رائے شماری میں چرچ آف سویڈن کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے گیارہ ارکان نے حصہ لیا جبکہ دو غیر حاضر تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت 24 اکتوبر 2009ئ)

عیسائی قوم کو دعوتِ فکر ہے کہ ہم جنس پرستی کی شادی کی انجیل یا اس سے پہلے کسی الہامی کتاب میں حلت جائز تھی؟

اگر نہیں تو موجودہ عیسائی مذہب الہامی ہوا یا عوامی خواہشات کا پرتار؟

یہودی قوم عیسیٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہیں اور ان کی والدہ محترمہ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی عصمت پر بہتان تراشی کرتے ہیں جبکہ عیسائی قوم عیسیٰ علیہ السلام کو مقام الوہیت پر فائز کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی عصمت وعفت پر یقین رکھنے کو ایمان کا جز قرار دیتے ہیں۔ اس کے باوجود نصاریٰ کی یہودیوں سے دوستی اور امت مسلمہ سے دشمنی چہ معنی دارد؟

اسلام میں کوئی شخص کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے تو وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا ہے رنگ، زبان، نسل اور عہدہ ومرتبہ کا امتیاز مٹ جاتا ہے سب ایک ہی صف میں کندھے سے کندھا ملا کر اللہ سبحانہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں، عیسائیوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے عیسائی مشنری پسماندہ غریب ممالک میں جا کر مصیبت زدہ لوگوں کی مالی معاونت کرتی ہے ان کو اخوت ومحبت اور مساوات کا درس دے کر عیسائیت کی تبلیغ کرتی ہے، بعض اوقات کالے رنگ کے لوگ کسمپرسی کی حالت میں ان کو نجات دہندہ سمجھ کر عیسائیت قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ یورپ میں گوروں (خوبصورت) کے گرجا گھروں میں کالے عیسائیوں کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے اگر کوئی منع کرنے کے باوجود داخلہ کی کوشش کرتا ہے تو اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے قول وفعل میں اس قدر تضاد کیوں ہے؟

(بقیہ صفحہ:50)

PDF Compressor Free Version

PDF Compressor Free Version

گیارھویں کی حقیقت

گیارھویں شریف کیا ہے؟ پیر عبدالقادر جیلانیؒ کے نام کی نیاز ہے جو گیارہ ربیع الثانی کو ان کے یوم وفات پر دی جاتی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بابت گیارھویں کی نیاز دینے والوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ دور اور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے اور اس کی حاجت روائی کرنے پر قادر ہیں، وہ کائنات میں نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں، وہ ہمارے دلوں کے رازوں سے آگاہ ہیں وغیرہ وغیرہ جب ہی تو یہ لوگ ان سے اسی طرح امداد طلب کرتے ہیں جس طرح "اللہ" سے امداد طلب کی جاتی ہے، جبکہ نذر بھی نماز وزکوۃ وغیرہ کی طرح عبادت ہے اور یہ صرف اللہ ہی کیلئے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور (اللہ کیلئے) اپنی نذریں پوری کریں" (الحج:۲۹) حضرت پیر صاحبؒ کو سب کچھ کرنے والا ثابت کرنے کیلئے لوگوں نے متعدد من گھڑت کرامات بھی مشہور کر رکھی ہیں جو کتاب کرامات غوث اعظم از محمد شریف نقشبندی میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ایک شبہے کا ازالہ:

بعض لوگ اس شبہے میں مبتلا کرتے ہیں کہ ہم تو "بسم اللہ واللہ اکبر" ہی کہہ کر جانور ذبح کرتے ہیں نہ کہ بزرگ کا نام لے کر پھر وہ حرام کس طرح ہوگیا؟

قرآن پاک میں جہاں اور بہت جانوروں کو کھانے کیلئے حرام کیا گیا ہے وہاں وہ جانور یا کوئی اور چیز بھی حرام کردی گئی ہے جنہیں غیراللہ کے نام پر خاص کردیا گیا ہو۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۳ میں ہے، یعنی "اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے" اس سے مراد خاص طور پر وہ جانور ہیں جنہیں ذبح کرتے وقت بیشک "بسم اللہ واللہ اکبر" کہا گیا ہو لیکن وہ منسوب غیراللہ کیلئے کئے گئے ہوں۔ اسی طرح سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳ میں ہے، یعنی: "اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو (وہ جانور بھی حرام ہے) مشرکین (مکہ) اپنے بتوں کے قریب کوئی پتھر وغیرہ نصب کرکے ایک خاص جگہ بناتے تھے جسے "نصب" (تھان یعنی بت خانہ یا آستانہ) کہتے تھے اسی پر وہ بتوں کے نام نذر کئے گئے جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں لوگ طلب حاجات کیلئے جاتے ہیں اور وہاں مدفون افراد کی خوشنودی کیلئے جانور (بکرا، گائے وغیرہ) ذبح کرتے ہیں یا پکی ہوئی دیگیں تقسیم کرتے ہیں ان کا کھانا حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جس نے غیراللہ کا نام ذبح کیا وہ معون ہے" (صحیح مسلم) اسی طرح امام بیضاوی کی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ میں ہے کہ "ہر وہ جانور جس پر غیراللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے اگرچہ ذبح کے وقت اس پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو۔"

بقیہ: عیسائیوں کو دعوت فکر

اٹل حقیقت ہے کہ تورات، انجیل کی زبانیں اپنی حیثیت کھو بیٹھی ہیں۔ وہ عہد قدیم وجدید میں بٹی ہوئی ہیں۔ طرفہ تماشا یہ کہ ہر ایک کی کئی قسمیں ہیں۔ ان سب میں باہمی تضاد ہے انجیل آخری الہامی کتاب ہوتی تو اس میں تحریف قطعاً نہ ہوتی۔

قرآن مقدس آخری الہامی کتاب ہے، جس کی زبان زندہ وتابندہ ہے، پندرھویں صدی ہجری بیت رہی ہے آج تک قرآن حکیم کا یہ خصوصی اعجاز ہے کہ کم سن بچے اسے حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، یہ قرآن مجید کی آخری الہامی کتاب ہونے کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ یہ کتاب جس مقدس ہستی پر نازل ہوئی اسی خاتم النبیین محمد ﷺ کے بارے میں تورات وانجیل میں پیشین گوئیاں کی گئی تھیں۔

ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ قرآن کو غور سے پڑھیں سمجھیں اور آسمانی الارب ذوالجلال سے ہدایت طلب کریں اور صراط مستقیم پر چلنے کی دعا کریں، تو یقیناً آپ قلبی سکون حاصل کریں گے۔ اور یہ کتاب جس مقدس ہستی محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ اس کی ختم نبوت پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کریں گے۔

PDF Compressor Free Version